باقاعدہ تصدیق شدہ اشاعت وزارت اطلاعات ونشریات حکومت پاکستان
ABC CERTIFIED
روزنامہ
Daily AAINA Quetta
آئینہ
کوئٹہ
قیمت 5 روپے
بانی: منصورالہدیٰ عباسی
ریزیڈنٹ ایڈیٹر: فہیم الزمان ملاخیل
چیف ایڈیٹر عامرامیراعوان
ایڈیٹر فیصل کریم
03332831889 Daily.aaina94@gmail.com
جلد نمبر 30 | بروز جمعہ 07 اگست 2026ء 1447 ھجری | قیمت 05 روپے | شمارہ نمبر 209

فیلڈ مارشل سے صومالی وزیر دفاع کی ملاقات دفاعی تعاون بڑھانے پر اتفاق

پاک فوج کے شعبہ تعلقات عامہ کے مطابق فیلڈ مارشل سید عاصم منیر سے صومالیہ کے وزیر دفاع نے ملاقات کی جس میں دفاعی تعاون بڑھانے پر اتفاق کیا گیا

پاک فوج کے شعبہ تعلقات عامہ کے مطابق ملاقات میں عسکری تعلقات میں اضافے اور سکیورٹی چیلنجز سے نمٹنے کی استعداد کار بہتر بنانے کی اہمیت پر زور دیا گیا

راولپنڈی (اے این این) پاک فوج کے شعبہ تعلقات عامہ کے مطابق فیلڈ مارشل سید عاصم منیر سے صومالیہ کے وزیر دفاع نے ملاقات کی جس میں دفاعی تعاون بڑھانے پر اتفاق کیا گیا۔ آئی ایس پی آر کے مطابق صومالیہ کے اعلیٰ سطح کے وفد نے جی ایچ کیو کا دورہ کیا، وفد کی قیادت صومالیہ کے وزیر دفاع نے کی۔ وفد نے آرمی چیف، چیف آف ڈیفنس فورسز، فیلڈ مارشل سید عاصم منیر سے ملاقات کی، ملاقات میں باہمی دلچسپی کے امور اور

بقیہ 1 صفحہ 3 پر

کوئٹہ میں دہشتگردی کے پیش نظر سیکورٹی مزید سخت کردی گئی

شہر کے مختلف علاقوں میں سیف سٹی کے کیمروں کی مرمت بھی مکمل کرلی گئی ذرائع کے مطابق کوئٹہ کے اہم علاقوں میں واقع سرکاری اور نجی اسکولز بھی 7 اگست سے بند ہوں گے

سریاب روڈ، بروری روڈ، ہزار گنجی روڈ، جوائنٹ روڈ سمیت دیگر اہم شاہراہوں پر رات کے وقت ٹرکوں اور کنٹینرز کھڑے کرکے داخلی اور خارجی راستوں کو بند کردیا جاتا ہے

کوئٹہ (یو این اے) صوبائی دارالحکومت کوئٹہ میں دہشت گردی کے پیش نظر سیکورٹی مزید سخت کردی گئی ہے شہر کے اہم شاہراہوں پر کنٹینرز اور ٹرکوں کو کھڑا کرکے سڑکیں بند کردی گئیں ہیں جبکہ نجی اور سرکاری اسکولز 7 اگست سے بند ہونگے ہے موبائل فونز سروس اور ڈیٹا بھی بند کرنے پر غور کرنے کے ساتھ کرفیو نافذ کرنے کا بھی امکان ہے سرکاری ہسپتال میں ایمرجنسی بھی نافذ کردی گئی

بقیہ 2 صفحہ 3 پر

راولپنڈی: چیف آف آرمی اسٹاف وچیف آف ڈیفنس فورسز فیلڈ مارشل سید عاصم منیر سے صومالیہ کے وزیر دفاع، سفیر احمد معلم فقی ملاقات کررہے ہیں

ٹرانسپورٹرز کے مسائل حل کیلئے اقدامات کر رہے ہیں: میر سرفراز بگٹی

بلوچستان کی شاہراہوں کو محفوظ، پرامن اور فعال بنانا نہ صرف عوام بلکہ تجارتی اور معاشی سرگرمیوں کے فروغ کے لیے بھی ناگزیر ہے، میر سرفراز بگٹی

ٹرانسپورٹ کا شعبہ صوبے اور ملک کی معیشت میں ریڑھ کی ہڈی کی حیثیت رکھتا ہے اور حکومت اس شعبے کو درپیش مسائل کے حل کو ترجیح دے رہی ہے

کوئٹہ (خ ن) وزیراعلیٰ بلوچستان میر سرفراز بگٹی سے پارلیمانی سیکرٹری ٹرانسپورٹ میر لیاقت علی لہڑی کی قیادت میں ٹرانسپورٹرز اور آل پاکستان مزدا ٹرک گڈز ٹرانسپورٹ ایسوسی ایشن کے نمائندوں نے ملاقات کی۔ ملاقات میں صوبے میں

بقیہ 3 صفحہ 3 پر

ایران سے نمٹنے کیلئے امریکا ہر ہتھیار استعمال کریگا، جے ڈی وینس

امریکا ایران کے ساتھ جاری تنازع کے خاتمے کے لیے فوجی، معاشی اور سفارتی تمام ذرائع استعمال کرے گا

ایرانی نظام میں ایک طبقہ ایسا ہے جو جنگ کا خاتمہ چاہتا ہے جبکہ دوسرا گروہ ایسا بھی موجود ہے جو جنگ جاری رکھنے کا خواہاں ہے

واشنگٹن (م ڈ) امریکی نائب صدر جے ڈی وینس نے کہا ہے کہ امریکا ایران کے ساتھ جاری تنازع کے خاتمے کے لیے فوجی، معاشی اور سفارتی تمام ذرائع استعمال کرے گا، جبکہ واشنگٹن کی اولین ترجیح یہ ہے کہ ایران کبھی بھی جوہری ہتھیار حاصل نہ کر سکے۔ فاکس نیوز کو دیے گئے ایک انٹرویو میں جے ڈی وینس نے ایران کے ساتھ مذاکرات میں پیش آنے والی مشکلات پر بات کرتے ہوئے کہا

بقیہ 5 صفحہ 3 پر

نوجوانوں کو بلا تاخیر جدید آئی ٹی کورسز اور بین الاقوامی ترجیحات ہے، وزیر آئی ٹی

ہم آہنگ پروگرامز کی ٹریننگ دینا شروع کریں، شزہ فاطمہ کی صوبائی اداروں کو ہدایت

اسلام آباد (پی پی آئی) وفاقی وزیر برائے آئی ٹی و ٹیلی کمیونیکیشن شزہ فاطمہ خواجہ نے تمام صوبائی اداروں کو ہدایت کی ہے کہ نوجوانوں کو بلا تاخیر جدید آئی ٹی کورسز اور بین الاقوامی ترجیحات سے ہم آہنگ پروگرامز کی ٹریننگ دینا شروع کریں، وفاقی وزیر برائے آئی ٹی و ٹیلی کمیونیکیشن شزہ فاطمہ خواجہ کی زیر صدارت ملک بھر کے آئی سیکٹر میں ترجیح

بقیہ 4 صفحہ 3 پر

سفارتی وفد کا این ڈی ایم اے کا دورہ، جدید ڈیزاسٹر مینجمنٹ نظام کو سراہا

دنیا کے مختلف ممالک میں تعینات پاکستان کے 34 سے زائد سفیروں اور ہیڈز آف مشن کی ویڈیو لنک کے ذریعے اجلاس میں شرکت

اسلام آباد (پی پی آئی) اعلیٰ سطح کے سفارتی وفد نے نیشنل ڈیزاسٹر مینجمنٹ اتھارٹی (این ڈی ایم اے) ہیڈکوارٹرز اسلام آباد میں نیشنل ایمرجنسیز آپریشنز سنٹر (این ای او سی) کا دورہ کیا، جہاں وفد کو این ای او سی کے صلاحیتی دائرہ کار پر تفصیلی بریفنگ دی گئی۔ تاجکستان، میانمار، سری لنکا، عمان، اسپین، جاپان، بنگلہ دیش، جرمنی، کینیڈا سمیت مختلف ممالک کے سفارتکاروں نے این ڈی ایم اے کا دورہ کیا۔ دنیا کے مختلف ممالک میں

بقیہ 6 صفحہ 3 پر

اسلام آباد: چین کے سفیر برائے پاکستان ژانگ زیڈونگ وزیراعظم محمد شہباز شریف سے ملاقات کررہے ہیں

پلاننگ کمیشن نے 12.437 ارب روپے کے چار منصوبوں کی منظوری دیدی

240 عشاریہ 537 ارب روپے کے تین منصوبوں کو حتمی منظوری کیلئے ایگزیکٹو کمیٹی آف دی نیشنل اکنامک کونسل کو بھجوا دیا گیا

اسلام آباد (پی پی آئی) پلاننگ کمیشن نے 12.437 ارب روپے کے چار منصوبوں کی منظوری دیدی۔ وفاقی وزیر برائے منصوبہ بندی، ترقی وخصوصی اقدامات اور ڈپٹی چیئرمین پلاننگ کمیشن پروفیسر احسن اقبال کی زیر صدارت سنٹرل ڈویلپمنٹ ورکنگ پارٹی (سی ڈی ڈبلیو پی) کا اجلاس منعقد ہوا۔ اجلاس میں قومی معیشت کے اہم

بقیہ 8 صفحہ 3 پر

طلبہ قوم کا سرمایہ ہیں، بیرسٹر دانیال چوہدری

راولپنڈی (پی پی آئی) وفاقی پارلیمانی سیکرٹری برائے اطلاعات ونشریات بیرسٹر دانیال چوہدری نے کہا ہے کہ میٹرک سالانہ امتحان 2026 میں نمایاں کامیابی حاصل کرنے والے

بقیہ 7 صفحہ 3 پر

امریکی مشن کی جانب سے خوشحالی کے نصب العین کے تحت رواں ہفتے ڈائریکٹ لائن ویبینار کا انعقاد

امریکی سفارتخانے کی جانب سے زرعی ٹیکنالوجی کے شعبے میں پاک امریکہ اشتراک کے مواقع اجاگر کیا گیا

اسلام آباد (پی پی آئی) امریکی مشن پاکستان کی جانب سے خوشحالی کے نصب العین کے تحت رواں ہفتے ایک ڈائریکٹ لائن ویبینار کا انعقاد کیا گیا، جس میں امریکی کاروباری اداروں اور سرمایہ کاروں، پاکستان کے سرکاری اہلکاروں اور زرعی پیداوار سے وابستہ نمائندوں نے شرکت کی۔ ویبینار میں امریکی سفارتخانے کی ناظم الامور نٹالی اے بیکر نے پاکستان کے زرعی ٹیکنالوجی کے شعبے میں امریکی کاروباری اداروں اور برآمد کنندگان

بقیہ 9 صفحہ 3 پر

واشنگٹن، پاکستانی سفارت خانے میں 5 اگست کو یوم استحصال کے موقع پر خصوصی ویبنار کا انعقاد

واشنگٹن (پی پی آئی) واشنگٹن ڈی سی میں پاکستان کے سفارت خانے میں یوم استحصال 5 اگست کے موقع پر خصوصی ویبنار کا انعقاد کیا گیا۔ ویبنار کا موضوع تھا جنوبی ایشیا میں بین الاقوامی

بقیہ 10 صفحہ 3 پر

وزیر قانون اعظم نذیر تارڑ سے امریکی ناظم الامور کی ملاقات

دوطرفہ تعلقات اور باہمی دلچسپی کے دیگر امور پر تبادلہ خیال

اسلام آباد (پی پی آئی) وفاقی وزیر برائے قانون، انصاف وانسانی حقوق سینیٹر اعظم نذیر تارڑ سے امریکی سفارتخانے کی ناظم الامور محترمہ نٹالی اے بیکر نے آج وزارت قانون، انصاف وانسانی حقوق میں ملاقات کی۔ ملاقات میں پاکستان اور امریکہ کے دوطرفہ تعلقات، باہمی دلچسپی کے امور اور علاقائی صورتحال پر تبادلہ خیال کیا گیا۔ ملاقات کے دوران امریکی ناظم الامور نے خلیجی تنازع میں پاکستان کے مثبت اور تعمیری کردار کو سراہا۔ انہوں

بقیہ 11 صفحہ 3 پر

عالمی بینک کے تعاون سے خیبر پختونخوا میں جاری منصوبوں میں بڑے پیمانے پر بے ضابطگیوں کا انکشاف

نااہل کمپنیوں کو ٹھیکے دیے گئے، سینیٹ کمیٹی سینیٹ کی قائمہ کمیٹی برائے اقتصادی امور نے سخت نوٹس لے لیا

اسلام آباد (پی پی آئی) سینیٹ کی قائمہ کمیٹی برائے اقتصادی امور کا اجلاس میں عالمی بینک کے تعاون سے خیبر پختونخوا میں جاری منصوبوں میں بڑے پیمانے پر بے ضابطگیوں کا انکشاف ہوا ہے جس پر قائمہ کمیٹی نے نوٹس لے لیا۔ سینیٹ کی قائمہ کمیٹی برائے اقتصادی امور کا اجلاس پارلیمنٹ ہاؤس میں کمیٹی کے چیئرمین سینیٹر سیف اللہ ابڑو کی

بقیہ 16 صفحہ 3 پر

فرانس، پاکستانی سفارت خانے کے زیر اہتمام یوم استحصال کشمیر کے موقع خصوصی تقریب

پیرس (پی پی آئی) فرانس میں پاکستان کے سفارت خانے نے یوم استحصال کشمیر کے موقع پر بھارت کے غیر قانونی زیر تسلط جموں وکشمیر کے عوام کے ساتھ اظہار یک جہتی کیلئے خصوصی تقریب

بقیہ 13 صفحہ 3 پر

جولائی 2026 میں تجارتی خسارہ 3.94 ارب ڈالر تک پہنچ گیا

ملکی برآمدی شعبے کے لیے ایک مثبت پیش رفت قرار دی جا رہی ہے

اسلام آباد (پی پی آئی) پاکستان کا تجارتی خسارہ رواں مالی سال 2026-27 کے پہلے مہینے جولائی میں 3.94 ارب ڈالر ریکارڈ کیا گیا، جو گزشتہ سال کے اسی ماہ کے مقابلے میں 25 فیصد زیادہ ہے۔ ادارہ شماریات کی جانب سے جاری کردہ دستاویزات کے مطابق جولائی 2026 کے دوران برآمدات 2.93 ارب ڈالر جبکہ درآمدات 6.88 ارب ڈالر رہیں جس کے نتیجے میں تجارتی خسارہ 3.94 ارب ڈالر تک پہنچ

بقیہ 12 صفحہ 3 پر

کوئٹہ: وزیراعلیٰ بلوچستان میر سرفراز بگٹی سے پارلیمانی سیکرٹری ٹرانسپورٹ میر لیاقت علی لہڑی کی قیادت میں ٹرانسپورٹرز گڈز ٹرانسپورٹ ایسوسی ایشن کا نمائندہ وفد ملاقات کررہا ہے

وزیراعظم سے چینی سفیر کی ملاقات، باہمی تعاون اور باہمی دلچسپی کے علاقائی امور پر تبادلہ خیال

جیانگ زیڈونگ نے وزیراعظم کو چین کے صدر شی جن پنگ کا خط پیش کیا جو جاپانی کمیونسٹ پارٹی کے قیام کی سالگرہ کے موقع پر وزیراعظم کے خط کا اظہار تشکر

اسلام آباد (پی پی آئی) وزیراعظم محمد شہباز شریف سے پاکستان میں تعینات چین کے سفیر جیانگ زیڈونگ نے وزیراعظم ہاؤس میں ملاقات کی۔ ملاقات میں چینی سفیر نے وزیراعظم کو چین کے صدر شی جن پنگ کا ایک خط پیش کیا جس میں کمیونسٹ پارٹی آف چائنا کے قیام کی 105 ویں سالگرہ کے موقع پر وزیراعظم پاکستان کے خط پر اظہار تشکر کیا گیا تھا۔ دونوں ممالک کے باہمی تعلقات میں مثبت پیش رفت کو اجاگر کرتے

بقیہ 17 صفحہ 3 پر

ملک میں گزشتہ ماہ معمول سے کم بارش ریکارڈ، گرم مہینہ ثابت ہوا، رپورٹ

اسلام آباد (پی پی آئی) رواں سال جولائی کے دوران ملک بھر میں معمول سے 11 فیصد کم بارش ریکارڈ ہوئی؛ معمول سے زیادہ گرم مہینہ ثابت ہوا۔ محکمہ موسمیات نے گزشتہ ماہ (جولائی) کے

بقیہ 15 صفحہ 3 پر

جیل سپرنٹنڈنٹ کی بشریٰ بی بی کو قید تنہائی میں رکھنے کے الزامات کی تردید

حتمی فیصلہ اسلام آباد ہائی کورٹ دونوں فریقین کے مؤقف اور دستیاب شواہد کا جائزہ لینے کے بعد کرے گی

اسلام آباد (پی پی آئی) اڈیالہ جیل کے سپرنٹنڈنٹ نے اسلام آباد ہائی کورٹ میں جمع کرائی گئی رپورٹ میں بشریٰ بی بی کو قید تنہائی میں رکھنے کے الزامات کی تردید کردی۔ جیل سپرنٹنڈنٹ نے موقف اختیار کیا کہ انہیں جیل میں دیگر قیدیوں کی طرح قانون کے مطابق سہولیات اور حقوق فراہم کیے جا رہے ہیں۔ رپورٹ کے

بقیہ 14 صفحہ 3 پر

پاکستان جلد یوریشین اکنامک یونین کے ساتھ آزاد تجارتی معاہدہ کرے گا، فیصل نیاز ترمذی

پاکستان روس، قازقستان، بیلاروس اور کرغزستان سے بہت کچھ حاصل کرسکتا ہے، پاکستانی سفیر

ماسکو (پی پی آئی) روس میں پاکستان کے سفیر فیصل نیاز ترمذی نے کہا ہے کہ پاکستان نے یوریشین اکنامک یونین کے ساتھ آزاد تجارتی معاہدے کے لیے باضابطہ عمل شروع کردیا ہے جسے آئندہ چند ماہ سے دو سال کے اندر حتمی شکل دی جا سکتی ہے۔ اپنے بیان میں سفیر پاکستان نے کہا کہ پاکستان، تاریخی ساتھ ٹرانسپورٹ کوریڈور کا ایک

بقیہ 19 صفحہ 3 پر

بچوں کے ساتھ زیادتی اور دیگر جرائم کے ہولناک اعداد وشمار جاری، پنجاب سرفہرست

اسلام آباد (پی پی آئی) پاکستان میں بچوں کے ساتھ زیادتی اور اغوا سمیت دیگر جرائم کے ہولناک اعداد وشمار جاری کر دیے گئے۔ بچوں کے تحفظ کے لیے کام کرنے والی تنظیم ساحل نے

بقیہ 18 صفحہ 3 پر

18 ویں ترمیم اور این ایف سی ایوارڈ کو نہ چھیڑا جائے، عبدالمالک بلوچ

اسلام آباد کے سامنے بلوچستان کا مقدمہ بھرپور انداز میں رکھا گیا ہے اور تجویز کردہ نکات پر عملدرآمد سے صوبے کی مجموعی صورتحال میں بہتری لائی جاسکتی ہے

1973 کے آئین، 18 ویں ترمیم اور این ایف سی ایوارڈ کا مکمل تحفظ ناگزیر ہے، 18 ویں آئینی ترمیم اور این ایف سی ایوارڈ کو ہرگز چھیڑا نہ جائے

کوئٹہ (یو این اے) نیشنل پارٹی کے سربراہ ڈاکٹر عبدالمالک بلوچ نے کہا ہے کہ 18 ویں آئینی ترمیم اور این ایف سی ایوارڈ کو ہرگز چھیڑا نہ جائے جبکہ نئے صوبے بنانے کے خیال کو بھی ترک کیا جائے۔ کوئٹہ میں نیشنل پارٹی کے زیر اہتمام شمولیتی پروگرام سے خطاب کرتے ہوئے انہوں نے کہا کہ اسلام آباد کے سامنے بلوچستان کا مقدمہ بھرپور انداز میں رکھا گیا ہے اور تجویز کردہ نکات پر

بقیہ 20 صفحہ 3 پر

اسلام آباد: وفاقی وزیر سینیٹر اعظم نذیر تارڑ سے امریکی سفارت خانے کی ناظم الامور محترمہ نٹالی اے بیکر ملاقات کررہی ہیں

مذاکرات کرنے ہیں تو حکومت سنجیدہ اور مخلصانہ رویہ اختیار کرے، بیرسٹر گوہر

ہمیں غیر ضروری بیانات اور فوٹو سیشن میں کوئی دلچسپی نہیں اور اگر مذاکرات کرنے ہیں تو حکومت سنجیدہ اور مخلصانہ رویہ اختیار کرے

مذاکرات کس سے کس بات پر کرنے ہیں کب کرنے ہیں کسی کو معلوم ہی نہیں، مذاکرات کے حوالے سے زبانی کلامی یا غیر ضروری بیانات سے وقت ضائع ہوتا ہے

اسلام آباد (جی این ایم) پاکستان تحریک انصاف کے چیئرمین بیرسٹر گوہر نے حکومتی مذاکرات کی دعوت پر ردعمل جاری کرتے ہوئے کہا کہ ہمیں غیر ضروری بیانات اور فوٹو سیشن میں کوئی دلچسپی نہیں اور اگر مذاکرات کرنے ہیں تو حکومت سنجیدہ اور مخلصانہ رویہ اختیار کرے۔ تفصیلات کے مطابق یہ پیشرفت پی ٹی آئی رہنما عامر ڈوگر کی اسپیکر اسمبلی ایاز صادق سے ملاقات کے بعد سامنے آئی،

بقیہ 25 صفحہ 3 پر

کوئٹہ اور کنٹونمنٹ ایریا میں اشیائے ضروریہ کی نئی قیمتیں مقرر

کوئٹہ (پی پی آئی) ڈپٹی کمشنر/چیئرمین ضلعی پرائس کنٹرول کمیٹی کوئٹہ نے قیمتوں کے کنٹرول اور ناجائز منافع خوری وذخیرہ اندوزی کی روک تھام ایکٹ، 1977 کے تحت حاصل اختیارات

بقیہ 26 صفحہ 3 پر

دنیا کی طاقتور ترین شمسی دوربین نے سورج کی انتہائی واضح تصاویر حاصل کرلیں

ماہرین نے سورج پر بننے والے گھومتے ضوروں کو واضح نظر آنے کو سورج کے مقناطیسی نظام، خلائی موسم کو بہتر انداز میں سمجھنے کی جانب بڑی پیشرفت قرار دے دیا

نیویارک (پی پی آئی) سائنسدانوں نے دنیا کی سب سے طاقتور شمسی دوربین کی مدد سے سورج کی سطح کی اب تک کی سب سے تفصیلی تصاویر اور ویڈیوز حاصل کرلیں جن میں پہلی بار سورج پر بننے والے گھومتے ہوئے بھنور انتہائی واضح انداز میں نظر آئے ہیں۔ ماہرین کے مطابق یہ دریافت سورج کے مقناطیسی نظام اور خلائی موسم کو بہتر انداز میں سمجھنے کی جانب ایک بڑی پیش رفت ہے۔ تحقیقی ٹیم کے مطابق سورج کی سطح پر دکھائی دینے والے یہ بھنور دراصل گرم گیسوں کی حرکت کے باعث سورج کے مقناطیسی میدان کے مسلسل مڑنے اور گھومنے سے بنتے ہیں۔ یہی عمل بعد ازاں سورج پر توانائی کے شدید دھماکوں کا سبب بنتا ہے، جو خلائی موسم کو

بقیہ 27 صفحہ 3 پر

براڈ پیک حادثہ، مزید 5 کوہ پیماؤں کی لاشیں اسکردو پہنچا دی گئیں

اسکردو (پی پی آئی) براڈ پیک پر برفانی تودہ گرنے سے ہلاک ہونے والے مزید 5 کوہ پیماؤں کی لاشیں اسکردو پہنچا دی گئیں، اب تک 8 کوہ پیماؤں کی میتیں اسکردو پہنچائی جا چکی ہیں، 2 کوہ پیماؤں کی تلاش جاری ہے۔ ڈپٹی کمشنر کے مطابق نیپالی اور پاکستانی کوہ پیماؤں پر مشتمل گراؤنڈ ریکوری ٹیم نے عالمی ریکارڈ یافتہ کوہ پیما نرمل پرجا سمیت 8 کوہ پیماؤں کی لاشیں نکال لی ہیں جبکہ

بقیہ 29 صفحہ 3 پر

مولانا طارق جمیل نے خواتین کا کھانا نہ پکانا ازدواجی زندگی کیلئے بڑا خطرہ قرار دے دیا

جن گھروں میں چولہے ٹھنڈے پڑ جائیں وہاں بیماریوں کے امکانات بڑھ جاتے ہیں جس سے ڈاکٹروں کا کاروبار فروغ پاتا ہے، انٹرویو

اسلام آباد (پی پی آئی) پاکستان کے معروف مذہبی اسکالر مولانا طارق جمیل نے خواتین کی جانب سے گھروں میں کھانا نہ پکانے کے بڑھتے رجحان پر تشویش کا اظہار کرتے ہوئے اسے غیر فطری قرار دیا ہے۔ مولانا طارق جمیل نے پوڈکاسٹ انٹرویو میں خواتین کے گھروں میں کھانا نہ پکانے سے متعلق سوال کے جواب میں کہا کہ اگر واقعی جدید دور میں خواتین نے گھر میں کھانا پکانا چھوڑ دیا ہے تو یہ ایک غیر فطری رجحان ہے۔ انہوں نے بتایا کہ 1998ء میں امریکہ کے دورے کے دوران ایک ڈاکٹر نے انہیں شمالی امریکہ کے ایسے اعداد وشمار

بقیہ 28 صفحہ 3 پر

بی ڈی اے میں انتظامی بحران شدت اختیار کر گیا

عدالتی احکامات کے باوجود مستقل چیئرمین کی عدم تقرری، ملازمین تنخواہوں سے محروم، ترقیاتی منصوبے تعطل کا شکار

کوئٹہ (پی پی آئی) بلوچستان ڈویلپمنٹ اتھارٹی (بی ڈی اے) میں جاری سنگین انتظامی بحران، 46 کروڑ روپے کے ترقیاتی فنڈز لیپس ہونے، عدالتی احکامات کے باوجود مستقل چیئرمین کی عدم تقرری اور ادارے کی مجموعی کارکردگی میں مسلسل تنزلی پر مختلف حلقوں نے گہری تشویش کا اظہار کرتے ہوئے اعلیٰ حکام سے فوری مداخلت کا مطالبہ کیا ہے۔ ذرائع کے مطابق بی ڈی اے، جو بلوچستان میں شہری ترقی، انفراسٹرکچر اور مختلف ترقیاتی منصوبوں پر عملدرآمد کا اہم ترین ادارہ تصور کیا جاتا ہے، گزشتہ کافی عرصے سے مستقل قیادت

بقیہ 21 صفحہ 3 پر

جولائی 2026ء میں 5 ہزار 438 نئی کمپنیاں رجسٹرڈ، نیا ریکارڈ قائم

اسلام آباد (پی پی آئی) پاکستان میں جولائی کے دوران نئی کمپنیوں کی رجسٹریشن کا نیا ریکارڈ قائم ہوگیا۔ سکیورٹیز اینڈ ایکسچینج کمیشن آف پاکستان (ایس ای سی پی) کے مطابق جولائی 2026ء میں

بقیہ 23 صفحہ 3 پر

بغیر ٹریٹمنٹ سیوریج کا سمندر میں اخراج بڑا ماحولیاتی خطرہ ہے، جنید انوار چوہدری

سمندری آلودگی کے مؤثر تدارک کیلئے، ماحولیاتی، بلدیاتی اور بحری اداروں سمیت تمام متعلقہ اداروں کے درمیان قریبی تعاون ناگزیر ہے

اسلام آباد (پی پی آئی) وفاقی وزیر بحری امور محمد جنید انوار چوہدری اور گورنر سندھ نہال ہاشمی نے سمندری آلودگی کے تدارک، ساحلی ماحولیاتی نظام کے تحفظ اور بلیو اکانومی کے فروغ کیلئے مربوط اقدامات پر اتفاق کیا ہے۔ یہ اتفاق رائے وزارت بحری امور میں ہونے والی ملاقات کے دوران ہوا، جس میں پاکستان کے ساحلی علاقوں میں بڑھتی ہوئی سمندری آلودگی اور اس کے سمندری حیات، ماہی گیری، ساحلی آبادیوں اور اہم انفراسٹرکچر پر مرتب ہونے والے اثرات کا تفصیلی جائزہ لیا گیا۔ وفاقی وزیر محمد جنید انوار چوہدری نے کہا کہ سمندری آلودگی اب صرف ماحولیاتی مسئلہ نہیں رہی بلکہ یہ معاشی سرگرمیوں، روزگار اور ساحلی آبادی کی صحت کیلئے

بقیہ 30 صفحہ 3 پر

اسمانگ کیس، اسپیکر کا آئی جی پولیس کو فوری کارروائی اور ملزمان کی گرفتاری کا حکم

متاثرہ خاندان کو سکیورٹی فراہم کی جائے، 10 اگست 2026 تک جامع رپورٹ پیش کرنے کی ہدایت

کوئٹہ (پی پی آئی) اسپیکر بلوچستان اسمبلی عبدالخالق اچکزئی کی ہدایت پر انسپکٹر جنرل پولیس بلوچستان کو اسمانگ کیس میں فوری اور مؤثر قانونی کارروائی کا حکم دے دیا گیا ہے۔ بلوچستان اسمبلی سیکرٹریٹ سے جاری نوٹیفکیشن کے مطابق 5 اگست کو ہونے والے اجلاس میں اسمانگ کے معاملے کو نکتہ اہمیت عامہ کے تحت زیر بحث لایا گیا، جس پر اراکین اسمبلی نے شدید تشویش کا اظہار کیا۔ اجلاس میں بتایا گیا کہ اسمانگ کو 2024 میں

بقیہ 22 صفحہ 3 پر

دو سابق افغان جرنیلوں کی پاکستان میں عارضی قیام کیلئے دائر درخواستیں خارج

پشاور (پی پی آئی) پشاور ہائیکورٹ نے پاکستان میں عارضی قیام کی اجازت کیلئے دائر دو سابق افغان فوجی افسران کی درخواستیں خارج کر دیں۔ پشاور ہائیکورٹ کے جسٹس وقار احمد اور جسٹس کامران حیات میاں خیل نے دو سابق افغان فوجی افسران کے عارضی قیام سے متعلق

بقیہ 24 صفحہ 3 پر

ایران اور امریکا کے درمیان مذاکرات کی راہ ہموار ہوگی، ترجمان دفتر خارجہ

پاکستان خطے میں امن کے لیے برادر ممالک کے ساتھ مل کر سفارتی تعاون جاری رکھے گا

اسلام آباد (پی پی آئی) ترجمان دفتر خارجہ طاہر اندرابی نے کہا ہے کہ آبنائے ہرمز پر پیش رفت سے ایران اور امریکا کے درمیان مذاکرات کی راہ ہموار ہوگی، پاکستان خطے میں امن کے لیے برادر ممالک کے ساتھ مل کر سفارتی تعاون جاری رکھے گا، غزہ میں امن فوج سے متعلق کوئی باضابطہ تجویز سامنے آئی تو پاکستان جائزہ لے گا، پاکستان بنگلہ دیش کے اندرونی سیاسی معاملات میں مداخلت نہیں کرتا۔ ہفتہ وار پریس بریفنگ میں طاہر اندرابی نے کہا کہ پاکستان امید کرتا ہے کہ آبنائے ہرمز پر اتفاق رائے سے اسلام آباد مفاہمتی فریم ورک پر عمل آگے بڑھے گا۔ انہوں نے کہا کہ پاکستان ایران اور امریکا کے درمیان تکنیکی سطح کے مذاکرات

بقیہ 31 صفحہ 3 پر

ن لیگ آزاد جموں وکشمیر میں حکومت بنانے کی پوزیشن میں آچکی، شاہ غلام قادر

مجھے بھی وزیراعظم کے منصب کیلئے اچھی امید ہے، حتمی فیصلہ مسلم لیگ (ن) کی پارلیمانی پارٹی اور قیادت کرے گی، انٹرویو

مظفر آباد (پی پی آئی) پاکستان مسلم لیگ (ن) آزاد جموں وکشمیر کے صدر اور نو منتخب رکن قانون ساز اسمبلی شاہ غلام قادر نے کہا ہے کہ ن لیگ حکومت بنانے کی پوزیشن میں آچکی ہے اور اسمبلی میں واضح اکثریت حاصل کر رہی ہے۔ ایک انٹرویو میں شاہ غلام قادر نے کہا کہ آزاد کشمیر کے باشعور عوام نے مسلم لیگ (ن) پر بھرپور اعتماد کا اظہار کیا ہے اور اب تک ہونے والے انتخابات میں ہماری جماعت کو بھاری اکثریت سے کامیاب بنایا، یہ کامیابی عوام کے اعتماد، کارکنوں کی محنت اور جماعت کی بہترین سیاسی حکمت عملی کا نتیجہ ہے۔ وزیراعظم آزاد کشمیر کے حوالے سے ایک سوال کے جواب میں شاہ غلام قادر نے کہا کہ

بقیہ 32 صفحہ 3 پر

اسلام آباد: اسپیکر قومی اسمبلی سردار ایاز صادق سے اے آئی ایل ڈی پیڈ ورکشاپ بلوچستان کے شرکاء سے خطاب کررہے ہیں

جیکب آباد: سپرنٹنڈنگ انجینئر اریگیشن مظفر کھوسہ میں حیدر دین ڈرینج سسٹم کے متعلق اجلاس کو بریفنگ دے رہے ہیں

کوئٹہ: ڈائریکٹر جنرل تعلقات عامہ بلوچستان سے وائس آف بلوچستان کا وفد ملاقات کر رہا ہے

کوئٹہ، ریلوے ورکرز یونین کا اہم اجلاس، ملازمین کے مسائل اور بند ٹرینوں کی بحالی کا مطالبہ

خالی اسامیاں پر کرنے اور بولان میل، چلتن ایکسپریس کو دوبارہ بحال کرنے کا مطالبہ کرتے ہیں، سردار شیر محمد بلوچ

کوئٹہ(پی پی آئی) پاکستان ریلوے ورکرز یونین اوپن لائن کوئٹہ ڈویژن کا ایک اہم تنظیمی اجلاس پاور ہاؤس کوئٹہ میں ڈویژنل صدر سردار شیر محمد بلوچ اور جنرل سیکرٹری محمد سلیم سرپرہ کی صدارت میں منعقد ہوا...

کوئٹہ: ڈپٹی کمشنر کی ہدایت پر اسسٹنٹ کمشنر 14 اگست یوم آزادی کے سلسلے میں سجاوٹ اور چراغاں کے حوالے سے منعقدہ اجلاس کی صدارت کر رہے ہیں

عدالتی حکم کے باوجود محمد ٹاؤن متاثرین معاوضے سے محروم

ہائی کورٹ کے حتمی فیصلے تک کم از کم عبوری معاوضہ فوری ادا کیا جائے، متاثرین کا مطالبہ

کوئٹہ(پی پی آئی) سریاب روڈ ریلوے ... 2022 میں محمد ٹاؤن ... 29 دسمبر 2023 ...

تمبو میں موٹر سائیکل چھیننے والے دو ملزمان رنگے ہاتھوں گرفتار

پنجگور، بی آر ایس پی کے زیر اہتمام ڈسٹرکٹ فٹبال ٹورنامنٹ مکمل

حکومت بلوچستان کے رائز پروگرام کے تحت کھیلوں کو فروغ مل رہا ہے، مقررین

اسسٹنٹ کمشنر کوئٹہ کی سربراہی میں جشن آزادی کی تیاریوں کے حوالے سے اجلاس

چمن، مہنگائی، بجلی اور پیٹرول کی قیمتوں نے عام شہری اور کسان کا جینا محال کر دیا، حافظ محمد صدیق مدنی

حکومت اعداد و شمار کے بجائے عملی ریلیف دے، غیر ضروری سرکاری اخراجات کم کیے جائیں، جے یو آئی رہنما

کوئٹہ: پریس کلب میں پریس کانفرنس کر رہے ہیں

نیٹ بلنگ قوانین کے نفاذ کے بعد پاکستانیوں نے متبادل حل نکال لیا، حکومت کیلئے نئی مشکل کھڑی ہو گئی

اوتھل، بوائز ہائر سیکنڈری اسکول کو مثالی ادارہ بنانے کے لیے عملی اقدامات جاری ہیں، پرنسپل

سالانہ بجٹ سے معیاری فرنیچر اور کھیلوں کا سامان فراہم کر دیا گیا، اساتذہ کی کمی کا مسئلہ جلد حل ہو گا

جی ڈبلیو ایم کی پاکستان میں نئی گاڑی او آرا 5 متعارف کروا دی گئی

مرکزی انجمن تاجران کے صدر عبدالرحیم کاکڑ پریس کانفرنس کر رہے ہیں

خانوزئی، قومی محکومی، معدنی وسائل پر قبضہ اور بدامنی کے خلاف سیاسی و جمہوری مزاحمت لازمی ہے، پشتونخوا نیپ

پشتون افغان ملت اپنے قومی اتحاد سے تمام استحصال اور سازشوں کو ناکام بنائے گی، محمد عیسیٰ روشان

اپنی ملت کو نجات دلانے کیلئے منظم اور نظریاتی پختگی کے ساتھ قربانیوں سے لبریز جدوجہد لازمی ہے۔ پارٹی عہدیداروں اور کارکنوں نے ہر قسم کے مشکل حالات کا جواں مردی کے ساتھ مقابلہ کرتے ہوئے اپنی تمام صلاحیتوں کو بروئے کار لانا ہوگا اور پارٹی کے تمام اداروں کی فعالیت کو دوبالا کرتے ہوئے عوام سے قریبی رابطہ رکھنے اور غیور عوام کو پارٹی صفوں میں شامل اور منظم کرنے کیلئے جدوجہد مزید تیز کرنا ہوگا۔ ان خیالات کا اظہار پشتونخوا نیپ کے مرکزی سیکرٹری اطلاعات و نشریات محمد عیسیٰ روشان، صوبائی ڈپٹی سیکرٹری و ضلع سیکرٹری ضلع پشین محمود ریاض نے ضلع پشین کے ضلعی کمیٹی کے اجلاس سے خطاب کرتے ہوئے کیا۔ اجلاس میں ضلعی ایگزیکٹیو مرکزی کمیٹی کے اراکین علاقائی سیکرٹریوں و سینئر معاون سیکرٹریوں نے شرکت کی اور گزشتہ رپورٹ پیش کرکے ان کا جائزہ لیا گیا۔

پارٹی کے رہنماؤں نے کہا ہے کہ پشتون افغان ملت کو درپیش سنگین حالات اور اذیت ناک صورتحال ہماری قسمت نہیں بلکہ سیاسی، معاشی، ثقافتی اور قومی محکومی، قومی واک واختیار سے محروم پشتونخوا وطن کی غیر فطری انتظامی تقسیم ہر قسم کے معدنی وسائل پر استعماری قبضہ اور ان کی لوٹ مار اور ہر شعبہ زندگی میں بدترین استحصال نے پشتون عوام کی زندگی

27 ستمبر صرف ایک دن کی کال نہیں ہوگی، مقاصد پورے ہونے تک واپس نہیں جائیں گے، سلمان اکرم راجہ

آئی سلمان اکرم راجہ نے کہا ہے کہ 27 ستمبر صرف ایک دن کی کال نہیں ہوگی، مقاصد پورے ہونے تک اسلام آباد سے واپس نہیں جائیں گے۔ سلمان اکرم راجہ نے جاری بیان میں کہا کہ 27 ستمبر کا فائنل پروگرام جلد سامنے آجائے گا، آل پارٹیز کانفرنس بھی بلائیں گے۔ صوبوں سے متعلق انہوں نے کہا کہ چھوٹے صوبے بننے چاہئیں تاکہ وہاں کے لوگوں کو سہولتیں ملیں اور حقوق بہتر طریقے سے مل سکیں، صوبوں سے متعلق بحث جائز ہے۔

پنجگور، بجلی کی طویل لوڈشیڈنگ اور کم وولٹیج سے شہری پریشان، پانی کی شدید قلت پیدا ہو گئی

سروس مسائل کے حل کے لیے جدوجہد جاری رہے گی، علی بخش خان جمالی

خالی اسامیوں پر بھرتیاں، پروموشن اور اپ گریڈیشن کیے جائیں، مطالبات کا فوری حل ضروری ہے، صوبائی صدر

ایمپلائز یونین کے صوبائی صدر علی بخش خان جمالی نے کہا ہے کہ اریگیشن ملازمین کے حقوق کے تحفظ، سروس سے متعلق مسائل کے مستقل حل، ادارے کی بہتری اور ملازمین کے معاشی و پیشہ ورانہ مفادات کے لیے متحد ہو کر آئینی، قانونی اور جمہوری جدوجہد جاری رکھی جائے گی ان خیالات کا اظہار انہوں نے مرکزی یونین دفتر چمن پھاٹک، کوئٹہ میں کوئٹہ، ژوب سمیت بلوچستان بھر کے مختلف ڈویژنل اور مرکزی یونین کے عہدیداران سے ملاقات دوران گفتگو کرتے ہوئے کہی انہوں نے کہا کہ اریگیشن ملازمین کو درپیش سنگین مسائل، سروس سے متعلق امور، مخکمانہ معاملات، ملازمین کی فلاح و بہبود، ترقیوں، ٹائم اسکیل، اپ گریڈیشن، خالی آسامیوں پر فوری بھرتیوں، پنشن و ریٹائرمنٹ کے مسائل، تنخواہوں و الاؤنسز، دور دراز علاقوں میں تعینات ملازمین کو بنیادی سہولیات کی فراہمی اور

کیا۔ علی بخش خان جمالی نے اس امر پر تشویش کا اظہار کیا کہ اریگیشن ملازمین صوبے میں آبپاشی کے نظام کو فعال رکھنے میں کلیدی کردار ادا کر رہے ہیں، مگر اس کے باوجود انہیں مختلف انتظامی، مالی اور سروس سے متعلق مشکلات کا سامنا ہے۔ شرکا نے مطالبہ کیا کہ حکومت بلوچستان اور متعلقہ حکام ملازمین کے جائز مطالبات کو فوری طور پر حل کریں۔

کوئٹہ: نیشنل پارٹی کے مرکزی صدر ڈاکٹر عبدالمالک بلوچ، مرکزی سیکرٹری جنرل میر کبیر محمد شہی، اسلم بلوچ، بہلین بلوچ، رحمت صالح بلوچ، چنگیز حئی بلوچ، کلثوم نیاز بلوچ نیشنل پارٹی میں پنجگور کے سیاسی و سماجی شخصیات حسین شاہ بلوچ اور دیگر نیشنل پارٹی کے زیر اہتمام شمولیت کے موقع پر اسٹیج پر بیٹھے ہیں

اوتھل، جے یو آئی تحصیل لاکھڑا کا اہم اجلاس، عوام کو بنیادی سہولیات سے محروم رکھنے پر تشویش کا اظہار کیا

اسلامی نظام کے نفاذ اور عوامی مسائل کے حل کے لیے جدوجہد جاری رہے گی، مفتی محمد نعیم

اوتھل (پی پی آئی) جمعیت علما اسلام تحصیل لاکھڑا کی مجلس عمومی کا اہم اجلاس تحصیل امیر مولانا اللہ بخش سعیدی کی زیر صدارت عائشہ مسجد گلانی گوٹھ لاکھڑا میں منعقد ہوا۔ اجلاس میں تحصیل اور تمام یونٹوں کی چار ماہ کی تنظیمی، دعوتی اور عوامی سرگرمیوں کی کارکردگی رپورٹس پیش کی گئیں، جبکہ آئندہ کے تنظیمی لائحہ عمل اور عوامی رابطہ مہم کے حوالے سے تفصیلی غور و خوض کیا گیا۔ اجلاس سے جمعیت علما اسلام ضلع لسبیلہ کے ضلعی امیر شیخ الحدیث مولانا مفتی محمد نعیم، ضلعی سیکرٹری جنرل مولانا عبد الحمید عارف، ضلعی سرپرست مولانا عبدالحلیم گنگو، صوبائی رہنما مولانا عمر عادل سمیت دیگر مقررین نے خطاب کیا۔ مقررین نے اپنے خطابات میں کہا کہ جمعیت علما اسلام ملک میں اسلامی نظام کے نفاذ، آئین و قانون کی بالادستی، امن و امان کے قیام، معاشی استحکام اور محروم و مظلوم طبقات کو ان کے بنیادی حقوق دہلیز تک پہنچانے کے لیے مسلسل جدوجہد کر رہی ہے۔ انہوں نے کہا کہ جمعیت علما اسلام ووٹ کی طاقت کے ذریعے عوام کے روشن، محفوظ اور خوشحال مستقبل کی جدوجہد پر یقین رکھتی ہے۔ انہوں نے کہا کہ تحصیل لاکھڑا کے عوام آج بھی پینے کے صاف پانی، بجلی، صحت، تعلیم اور دیگر بنیادی سہولیات سے محروم ہیں، جبکہ متعلقہ اداروں کی عدم توجہی کے باعث عوام شدید مشکلات کا شکار ہیں۔ مقررین نے اس عزم کا اظہار کیا کہ تحصیل لاکھڑا سمیت ضلع لسبیلہ کے تمام پسماندہ علاقوں کے دیرینہ مسائل کے حل اور عوام کو بنیادی سہولیات کی فراہمی کے لیے تمام دستیاب وسائل بروئے کار لائے جائیں گے۔ اجلاس میں ضلعی سیکرٹری اطلاعات مولانا حسین احمد مدنی، مفتی عبداللطیف روانجھو، ڈاکٹر محمد داد رونجھو، ڈاکٹر عبدالحکیم رونجھو، ماسٹر عبدالخالق رونجھو، تحصیل امیر مولانا اللہ بخش سعیدی، تحصیل سیکرٹری جنرل مولانا امیر جان عارف، مولانا عبداللہ عثمانی، مولانا عبدالولی خان اور دیگر ذمہ داران و کارکنان نے شرکت کی۔ اجلاس کے اختتام پر تنظیمی سرگرمیوں کو مزید مؤثر بنانے،

خضدار، قلات کے بعد خضدار میں بھی کرفیو نافذ کرنے کا اعلان، بازار شام 6 بجے بند ہوں گے

خضدار (پی پی آئی) قلات کے بعد خضدار میں بھی کرفیو نافذ کرنے کا اعلان۔ تفصیلات کے مطابق ضلع خضدار انتظامیہ کے مطابق جمعے کے شام 6 بجے شہر میں کرفیو نافذ ہوگا۔ شہری اپنی ضروری اشیا بروقت خرید لیں۔ جبکہ نال وڈھ میں بھی شام چھ بجے سے بازار بند رہنے کا اعلان کیا گیا

ڈی آئی جی نصیرآباد کامران نواز پنجوتھا کی اردلی روم، 14 پولیس ملازمین کو سزائیں سنا دیں

ڈیرہ مراد جمالی (پی پی آئی) ڈی آئی جی پولیس نصیرآباد رینج کامران نواز پنجوتھا کی جانب سے اردلی روم کا انعقاد کیا گیا، جس میں رینج کے مختلف اضلاع سے تعلق رکھنے والے پولیس افسران و ملازمین نے پیش ہو کر اپنے محکمانہ اور ذاتی مسائل سے آگاہ کیا اردلی روم کے دوران ملازمین کی جانب سے سروس کی بحالی، رخصت، سروس سے متعلقہ امور اور دیگر محکمانہ معاملات پیش کیے گئے، جنہیں ڈی آئی جی نصیرآباد نے بغور سنا اور متعلقہ افسران کو تمام درخواستوں اور مسائل کو قواعد و ضوابط

پنجگور، مختلف جماعتوں کے سینکڑوں کارکنوں کا نیشنل پارٹی میں شمولیت کا اعلان

ڈاکٹر عبدالمالک بلوچ کا 17 نکاتی ایجنڈا ہی صوبے میں پائیدار امن کی کنجی ہے، ڈپٹی پارلیمانی لیڈر

پنجگور(پی پی آئی) نیشنل پارٹی کے مرکزی رہنما اور بلوچستان اسمبلی میں ڈپٹی پارلیمانی لیڈر میر رحمت صالح بلوچ نے پنجگور سے تعلق رکھنے والی مختلف سیاسی جماعتوں کی ممتاز شخصیات اور سینکڑوں کارکنوں کی نیشنل پارٹی میں شمولیت کا بھرپور خیر مقدم کرتے ہوئے اسے بلوچستان کی سیاست میں ایک اہم اور خوش آئند پیش رفت قرار دیا انہوں نے آغا شاہ حسین، سعید اللہ، عبدالمجید، شیر احمد رند، داد محمد، عبدالوحید، حاجی ارشاد، اقبال غلام جان، شعیب احمد، علی بخش، محبت خان، مرزا جمیل احمد، شبیر احمد، ڈاکٹر محمد حنیف، سمیع اللہ اور ان کے سینکڑوں ساتھیوں اور اہل خانہ کو نیشنل پارٹی میں شمولیت پر دلی مبارکباد پیش کرتے ہوئے کہا کہ ان کا یہ فیصلہ بہترین سیاسی بصیرت، جمہوری شعور اور عوامی مفاد پر مبنی سیاست کے انتخاب کا مظہر ہے۔ رحمت صالح بلوچ نے کہا کہ موجودہ سیاسی مایوسی اور غیر یقینی صورتحال میں سنجیدہ، باوقار اور عوامی خدمت پر یقین رکھنے والے رہنماؤں اور کارکنوں کا نیشنل پارٹی پر اعتماد دراصل جماعت کے اصولی، جمہوری اور قومی مؤقف کی توثیق ہے۔

صحبت پور کے قریب فائرنگ سے زخمی ہونے والا شخص ہسپتال میں دم توڑ گیا

ڈیرہ مراد جمالی (پی پی آئی) صحبت پور کے قریب فائرنگ کا زخمی کراچی کی نجی ہسپتال میں دم توڑ دیا پولیس کے مطابق صحبت پور آر ڈی 309 گوٹھ کامران کنڈرانی میں فائرنگ کے تبادلے میں ہونے والا رفیق احمد کراچی کی نجی ہسپتال میں دوران علاج زخموں کی تاب نہ لاتے ہوئے دم توڑ دیا ضروری کارروائی کے بعد لاش ورثاء کے حوالے

صحبت پور، اسسٹنٹ کمشنر سیف الدین کھوسو کی سربراہی میں لوکل فارمز انٹرویوز کے عمل کا انعقاد

صحبت پور (پی پی آئی) صحبت پور تحصیل آفس میں لوکل فارمز کے انٹرویوز کا عمل مکمل ہوا، جس کی سربراہی اسسٹنٹ کمشنر سیف الدین کھوسو نے کی۔ تفصیلات کے مطابق اس موقع پر تحصیلدار شرف الدین لاشاری، نائب تحصیلدار دیدار گولو، یونین کونسل کے سیکریٹریز رحیم احمد کھوسو، فیاض کھوسو اور میونسپل کمیٹی کے شکیل جنگ نے خصوصی شرکت کی۔ انٹرویو کے اس عمل میں سینئر کلرک صمد کھوسو نے اپنے فرائض سرانجام دیے، جبکہ متعدد امیدواروں کے اصل شناختی کارڈز اور دیگر دستاویزات کی تفصیلی

گدانی، پبلک ٹرانسپورٹ کے من مانے کرایوں سے عوام پریشان، تحریک نوجوانان گدانی کی شدید مذمت

انتظامیہ کی خاموشی پر احتجاج کی دھمکی، ڈی سی حب سے سرکاری کرایہ نامہ نافذ کرنے کا مطالبہ

گدانی (پی پی آئی) تحریک نوجوانان گدانی کے ترجمان نے اپنے جاری کردہ بیان میں کہا ہے کہ گدانی میں پبلک ٹرانسپورٹ مالکان نے عوام کو دونوں ہاتھوں سے لوٹنے کا سلسلہ شروع کر رکھا ہے۔ کرایوں میں من مانا اضافہ کر دیا گیا ہے اور غریب عوام، مزدور، طلبہ اور ملازمت پیشہ افراد شدید مشکلات کا شکار ہیں ترجمان نے کہا کہ افسوس کی بات ہے کہ اس تمام صورتحال کے باوجود تحصیلدار گدانی اور اسسٹنٹ کمشنر خاموش تماشائی بنے ہوئے ہیں۔ اگر انتظامیہ نے فوری طور پر سرکاری کرایہ نامہ نافذ نہ کیا اور ناجائز کرایہ وصول کرنے والوں کے خلاف کارروائی نہ کی تو تحریک نوجوانان گدانی عوام کے ساتھ مل کر بھرپور احتجاجی تحریک شروع کرنے پر مجبور ہوگی، جس کی تمام تر ذمہ داری ضلعی انتظامیہ پر عائد ہوگی تحریک نوجوانان گدانی نے ڈپٹی کمشنر حب سے مطالبہ کیا ہے کہ عوام کو فوری ریلیف فراہم کیا جائے، کرایوں کو سرکاری نرخوں کے مطابق لایا جائے اور قانون کی خلاف ورزی کرنے والوں کے خلاف سخت کارروائی عمل میں لائی جائے۔

بابا کوٹ، ایس ای اریگیشن نصیرآباد مدثر ظفر کے خلاف مبینہ بے ضابطگیوں پر تحقیقات کا مطالبہ

غیر شفاف طرز عمل سے کاشتکاروں اور عوام کو شدید مشکلات، الزامات ثابت ہونے پر قانونی کارروائی کی جائے، ذرائع

بابا کوٹ (پی پی آئی) نصیرآباد سپرنٹنڈنگ انجینئر محکمہ آبپاشی نصیرآباد مدثر ظفر کے خلاف مختلف حلقوں کی جانب سے مبینہ انتظامی بے ضابطگیوں اور عوامی شکایات پر شفاف تحقیقات کا مطالبہ سامنے آیا ہے۔ ذرائع نے کہا ہے کہ محکمہ آبپاشی کے بعض معاملات میں مبینہ طور پر غیر شفاف طرز عمل اختیار کیا گیا، جس کے باعث کاشتکاروں اور عوام کو مشکلات کا سامنا ہے۔ انہوں نے متعلقہ حکام سے مطالبہ کیا ہے کہ تمام الزامات کی آزادانہ اور غیر جانبدارانہ تحقیقات کرائی جائیں، اور اگر کسی قسم کی بے ضابطگی ثابت ہو تو ذمہ داروں کے خلاف قانون کے مطابق کارروائی عمل میں لائی جائے۔

بولان، سبی، کوئٹہ اور جیکب آباد روٹس پر ٹرانسپورٹ مافیا کا راج، من مانے کرائے وصول کیے جا رہے ہیں

چھتوں پر مسافر بٹھا کر زندگیوں سے کھلواڑ جاری، وزیراعلیٰ اور چیف جسٹس بلوچستان سے نوٹس لینے کا مطالبہ

بولان (پی پی آئی) سبی سے کوئٹہ اور سبی سے جیکب آباد جانے والی پبلک وین ٹرانسپورٹ مافیا کا روپ دھار چکی ہے جہاں روٹ پر چلنے والی گاڑیوں میں مسافروں سے دوگنا کرایہ وصول کیا جا رہا ہے جبکہ انسانی جانوں کو شدید خطرات میں ڈال کر قانون کی دھجیاں اڑائی جا رہی ہیں تفصیلات کے مطابق ٹرانسپورٹرز کی جانب سے وین کی فرنٹ ڈبل سیٹ کا کرایہ 1800 روپے تک وصول کیا جا رہا ہے جو کہ مقررہ سرکاری نرخوں سے کہیں زیادہ ہے اس کے علاوہ گاڑیوں کی چھتوں پر مسافروں کو بٹھا کر موٹر وہیکل آرڈیننس اور ٹریفک قوانین کی کھلم کھلا خلاف ورزی کی جا رہی ہے، جس سے کسی بھی وقت بڑا حادثہ رونما ہو سکتا ہے جبکہ ہزاروں حادثات رونما ہونے سے ہزاروں قیمتی انسانی جانیں ضائع ہو چکی ہیں اور ہزاروں افراد مرد خواتین اور بچے معذور ہوئے ہیں ان روٹس پر وین مالکان اور ڈرائیورز ضلعی انتظامیہ سیکرٹری ریجنل ٹرانسپورٹ اتھارٹی بلوچستان اور آر ٹی اے سبی کی رٹ کو کھلے عام چیلنج کر رہے ہیں جبکہ متعلقہ حکام کی جانب سے عدم کارروائی نہ ہونے سے شہریوں میں شدید بے چینی ہے متاثرہ شہریوں کا کہنا ہے۔

کوئٹہ: میلاد کمیٹی کوئٹہ کے زیر اہتمام گیارہویں شریف اور ماہ ربیع الاول کی تقریبات کے حوالے سے محفل سے نعیم احمد مدنی خطاب کر رہے ہیں

اسماء جنگ، والد اور خاندان دیگر افراد کے قتل پر جوڈیشل انکوائری عمل میں لائی جائے، کلثوم نیاز بلوچ

ملزمان کے خلاف مؤثر کارروائی نہ ہونا انتہائی افسوسناک اور قانون نافذ کرنے والے اداروں کی کارکردگی پر سنگین سوالیہ نشان ہے، بیان

کوئٹہ (پی پی آئی) نیشنل پارٹی کی صوبائی خواتین سیکرٹری اور رکن بلوچستان اسمبلی کلثوم نیاز بلوچ نے اسماء جنگ کے والد ماسٹر عنایت کے بہیمانہ قتل کی شدید الفاظ میں مذمت کرتے ہوئے اسے قانون کی حکمرانی اور ریاستی رٹ کے لیے کھلا چیلنج قرار دیا ہے۔ انہوں نے مطالبہ کیا کہ اس اندوہناک واقعے میں ملوث تمام نامزد ملزمان کو فوری طور پر گرفتار کرکے قانون کے کٹہرے میں لایا جائے اور متاثرہ خاندان کو بلا تاخیر انصاف فراہم کیا جائے۔ اپنے ایک بیان میں کلثوم نیاز بلوچ نے کہا کہ اسماء جنگ کی وہ ویڈیو، جس میں انہوں نے اپنی جان کو لاحق خطرات کا ذکر کرتے ہوئے نامزد ملزمان کے نام لے کر ریاستی اداروں سے تحفظ کی اپیل کی تھی، اس کے محض دو گھنٹے بعد ان کے والد ماسٹر عنایت کا قتل اس بات کا واضح ثبوت ہے کہ ملزمان خود کو قانون اور ریاست سے بالاتر سمجھتے ہیں۔ یہ واقعہ ریاستی اداروں کے لیے ایک سنجیدہ سوال اور واضح پیغام ہے کہ اگر ایسے عناصر کو نہ روکا گیا تو عام شہریوں کا تحفظ کیسے ممکن ہوگا۔ انہوں نے کہا کہ اس خاندان کے ساتھ مسلسل ظلم اور ناانصافی کا سلسلہ جاری ہے۔ پہلے اسماء جنگ کے منگیتر اور ماموں کو قتل کیا گیا، بعد ازاں اسماء جنگ کو اغوا کیا گیا، لیکن اس کے باوجود نامزد ملزمان کے خلاف مؤثر کارروائی نہ ہونا انتہائی افسوسناک، تشویشناک اور قانون نافذ کرنے والے اداروں کی کارکردگی پر سنگین سوالیہ نشان ہے۔

احمد پور شرقیہ، دو موٹر سائیکلوں میں تصادم، 2 افراد جاں بحق، 3 زخمی

احمد پور شرقیہ (پی پی آئی) احمد پور شرقیہ کے نواحی علاقے میں قلعہ ڈیراوڑ کے قریب دو موٹر سائیکلوں کے درمیان تصادم کے نتیجے میں 2 افراد جاں بحق، 3 زخمی ہو گئے۔ ریسکیو 112 کے مطابق حادثہ اتنا شدید تھا کہ 28 سالہ ناصر اور 25 سالہ خالد موقع پر ہی دم توڑ گئے۔ ریسکیو اہلکاروں نے اطلاع ملتے ہی جائے حادثہ پر پہنچ کر زخمیوں کو ابتدائی طبی امداد فراہم کی۔

راولپنڈی بورڈ کا میٹرک کے سالانہ امتحانات کے نتائج کا اعلان، کامیابی کا تناسب 61.31 فیصد

راولپنڈی (پی پی آئی) بورڈ آف انٹرمیڈیٹ اینڈ سیکنڈری ایجوکیشن، راولپنڈی نے میٹرک کے سالانہ امتحانات 2026ء کے نتائج کا اعلان کر دیا، جس میں کامیابی کا تناسب مجموعی طور پر 61.31 فیصد رہا۔ مرکزی تقریب فاطمہ جناح ویمن یونیورسٹی راولپنڈی میں منعقد ہوئی۔ تقریب میں ایم این اے ملک ابرار احمد نے بحیثیت مہمان خصوصی شرکت کی۔ چیئرمین راولپنڈی بورڈ پروفیسر ڈاکٹر اقبال محمود سمیت بورڈ افسران جبکہ نمایاں پوزیشنز حاصل کرنے والے طلبہ و طالبات، ان کے والدین اور اساتذہ بھی تقریب میں شریک ہوئے۔

بولان، بلوں کی عدم ادائیگی پر سینار ہسپتال میں ہیلتھ کارڈ کے تحت کینسر کا علاج معطل

ہزاروں مریض شدید مشکلات کا شکار، وزیراعلیٰ سرفراز بگٹی اور وزیر صحت بخت محمد کاکڑ سے فوری فنڈز جاری کرنے کا مطالبہ

بولان (پی پی آئی) سینار ہسپتال کوئٹہ نے صوبائی حکومت کی جانب سے بلوں کی عدم ادائیگی کے باعث ہیلتھ کارڈ پر کینسر کے مریضوں کا علاج معالجہ مکمل طور پر بند کر دیا ہے، جس کی وجہ سے صوبے کے دور دراز علاقوں سے آنے والے ہزاروں مریض اور ان کے لواحقین انتہائی مشکلات کا شکار ہو گئے ہیں ذرائع کے مطابق رجسٹریشن کے باوجود ہسپتال انتظامیہ نے نئے مریضوں کا علاج کرنے سے بھی انکاری ہے جبکہ ہزاروں زیر علاج مریضوں کو علاج ادھورا چھوڑ کر فارغ کر دیا گیا ہے متعدد کینسر میں محض چند بنیادی سہولیات ہیلتھ کارڈ پر دی جا رہی ہیں جبکہ کینسر کی انتہائی مہنگی ادویات مریضوں کو باہر سے خریدنے کا بولا جا رہا ہے اور مشکلات کے پیش نظر کئی مریضوں کے لواحقین باہر سے مہنگی ادویات خریدنے پر مجبور ہو چکے ہیں اس حوالے سے سینار ہسپتال کے حکام بالا نے اپنا موقف دیتے ہوئے کہا ہے کہ حکومت بلوچستان کی طرف سے واجب الادا بلوں کی بروقت ادائیگی نہ ہونے کی وجہ سے ہیلتھ کارڈ کے تحت سہولیات کی فراہمی برقرار رکھنا ممکن نہیں رہا اسی لیے علاج کا سلسلہ معطل کیا گیا۔

تحصیل بھاگ ناڑی میں ساون کی فصلوں کے بیج کی شدید قلت

جواری اور گوار کی قیمتیں آسمان سے باتیں کرنے لگیں

بھاگ (پی پی آئی) بلوچستان کے بارانی علاقے تحصیل بھاگ ناڑی و ملحقہ علاقوں میں ساون کی اہم فصلیں جواری گوار مونگ موٹھ کے بیج کی قلت کسان کاشتکار پریشان محدود بچ جانے پر موجود بیج کی قیمتیں آسمان کو چھونے لگیں فی بوری جواری کی قیمت 35 ہزار سے پچاس ہزار تک پہنچ گئی کسان کاشتکار مایوس کاشتکار ڈپٹی ڈائریکٹر زراعت ڈپٹی کمشنر کچھی و متعلقہ حکام سے ہنگامی بنیادوں پر سستے زرعی بیج کی فراہمی کا مطالبہ تفصیلات کے مطابق ساون کا موسم شروع ہو چکا ہے بارانی علاقے کی اہم فصلیں جواری گوار مونگ موٹھ و دیگر بیج مارکیٹ سے غائب کسان کاشتکار شدید پریشانی سے دوچار ساون کا موسم کے آغاز کے باوجود تحصیل بھاگ ناڑی و قریبی علاقوں میں ساون کے بیج کی قلت برقرار جس سے کسان کاشتکار دہقان کو وقت میں جتلا بڑے زمیندار بھاری رقوم کے عوض و دیگر علاقوں

کوئٹہ: پاکستان ریلوے ورکرز یونین اوپن لائن کوئٹہ ڈویژن کے صدر سردار شیر محمد بلوچ اور جنرل سیکرٹری محمد سلیم سرپرہ، چیف آرگنائزر سید محمد گیلانی، عرفان جان و دیگر کا ریلوے پاور ہاؤس میں تنظیمی اجلاس کے بعد گروپ

مذاکرات کرنے ہیں تو حکومت سنجیدہ مخلصانہ رویہ اختیار کرے، بیرسٹر گوہر

اسلام آباد (پی پی آئی) چیئرمین پی ٹی آئی بیرسٹر گوہر نے حکومتی مذاکرات کی دعوت پر ردعمل جاری دیتے ہوئے کہا ہے کہ ہمیں غیر ضروری بیانات اور فوٹو سیشن میں دلچسپی نہیں، اگر مذاکرات کرنے ہیں تو حکومت سنجیدہ اور مخلصانہ رویہ اختیار کرے۔ میڈیا سے گفتگو کرتے ہوئے بیرسٹر گوہر نے کہا کہ مذاکرات کیلئے سنجیدہ کوششیں اور عملی اقدامات ضروری ہیں

گزشتہ ماہ جولائی میں ملک میں معمول سے کم بارش ریکارڈ

اسلام آباد (پی پی آئی) رواں سال جولائی کے دوران ملک بھر میں معمول سے 1 فیصد کم بارش ریکارڈ ہوئی جبکہ معمول سے زیادہ گرم مہینہ ثابت ہوا۔ محکمہ موسمیات کی جانب سے گزشتہ ماہ جولائی کے دوران ملک میں ہونے والی بارشوں اور درجہ حرارت کے جاری اعلامیے کے مطابق جولائی کے دوران اوسط بارش 54.4 ملی میٹر ریکارڈ ہوئی۔

ڈی ایچ او ڈاکٹر ایاز احمد جمالی کی زیرِ نگرانی محکمہ صحت متحرک

بنیادی مراکز صحت میں ادویات کی دستیابی اور عملے کی حاضری یقینی بنانے کا حکم، غفلت پر سخت کارروائی کی تنبیہ

چھتر (پی پی آئی) ڈسٹرکٹ ہیلتھ آفیسر نصیرآباد ڈاکٹر ایاز احمد جمالی کی زیرِ نگرانی محکمہ صحت متحرک، عوام کو بہتر طبی سہولیات کی فراہمی کے لیے اقدامات تیز تفصیلات کے مطابق ڈسٹرکٹ ہیلتھ آفیسر نصیرآباد ڈاکٹر ایاز احمد جمالی کی ہدایت پر ضلع بھر کے سرکاری ہسپتالوں، بنیادی مراکزِ صحت اور دیہی مراکزِ صحت میں طبی سہولیات کی بہتری، ڈاکٹرز و عملے کی حاضری، ادویات کی دستیابی اور مریضوں کو بروقت علاج کی فراہمی کے لیے اقدامات تیز کر دیے گئے ہیں اس سلسلے میں مختلف طبی مراکز کی کارکردگی کا باقاعدہ جائزہ لیا جا رہا ہے جبکہ صحت عامہ سے متعلق حکومتی پروگراموں پر مؤثر عملدرآمد کو یقینی بنانے کی ہدایات جاری کی گئی ہیں ڈاکٹر ایاز احمد جمالی نے کہا کہ عوام کو معیاری اور بروقت طبی سہولیات کی فراہمی محکمہ صحت کی اولین ترجیح ہے اور اس مقصد کے لیے کسی قسم کی غفلت یا کوتاہی برداشت نہیں کی جائے گی انہوں نے محکمہ صحت کے افسران اور عملے کو ہدایت کی کہ وہ اپنی پیشہ ورانہ ذمہ داریاں ایمانداری سے انجام دیں تاکہ عوام کو بہتر طبی سہولیات میسر آ سکیں۔ اور سرکاری ہسپتالوں پر عوام کا اعتماد مزید مضبوط ہو۔

کوئٹہ، کثیر القومی ریاست میں صوبوں کی انتظامی تقسیم ملک کے استحکام کے لیے خطرناک ہے، میر طاہر بزنجو

صوبے محض انتظامی یونٹ نہیں بلکہ صدیوں پرانی تاریخی اور ثقافتی وحدتیں ہیں، مرکزی رہنما

کوئٹہ (پی پی آئی) نیشنل پارٹی کے مرکزی رہنما سابق سینیٹر و دانشور میر طاہر بزنجو نے کہا ہے کہ پاکستان جیسی کثیر القومی ریاست میں صوبوں کو محض انتظامی بنیادوں پر تقسیم کرنا ملک کے استحکام کے لیے خطرناک ثابت ہوگا۔ ایک بیان میں میر طاہر بزنجو نے مرحوم رہنما میر غوث بخش بزنجو کے قول کا حوالہ دیتے ہوئے کہا "جنہیں آپ صوبے کہتے ہیں، میر غوث بخش بتاتے ہیں۔ کہ یہ محض انتظامی یونٹ نہیں بلکہ تاریخی وحدتیں ہیں۔ ان میں سے ہر ایک اپنی صدیوں پرانی جداگانہ تاریخ، جغرافیہ، ثقافت اور زبان رکھتا ہے۔

کوئٹہ، عمران خان سمیت تمام سیاسی قیدیوں کو فوری اور باعزت رہا کیا جائے، رحیم کاکڑ

امن و امان کے مسئلے کے حل کے لیے سیاسی بات چیت کا آغاز اور نئے انتخابات کا اعلان کیا جائے، سابق میئر کوئٹہ

کوئٹہ (پی پی آئی) تحریک انصاف کے رہنما سابق میئر کوئٹہ رحیم کاکڑ نے ریاست پاکستان کے ذمہ داروں سے کہا ہے کہ اب وقت آ چکا ہے کہ عمران خان سمیت تمام سیاسی قیدیوں کو فوری طور سے باعزت طور سے رہا کریں اور تمام کے خود ساختہ بنائے گئے بوگس کیسوں کو فوری طور سے ختم کیا جائے اس کے علاوہ امن و امان کا مسئلہ پیدا کرنے والے گروہوں سے فوری طور سے سیاسی انداز میں اسکے حل کے لیے بات چیت کا آغاز کریں اس طرح کے حالات میں عوام ریاست کے ذمہ

یو این وومن اور ڈی آئی اے پاکستان ووٹر ایجوکیشن پروجیکٹ کے تحت ایک ورکشاپ سے خطاب کر رہے ہیں

باقاعدہ تصدیق شدہ اشاعت وزارت اطلاعات ونشریات حکومت پاکستان
ABC CERTIFIED
Daily AAINA Quetta
روزنامہ آئینہ کوئٹہ
قیمت 5 روپے
بانی: منصور الہدیٰ عباسی
چیف ایڈیٹر عامر امیر اعوان
ایڈیٹر فیصل کریم
03332831889 Daily.aaina94@gmail.com
چیف ایڈیٹر و پبلشر عامر امیر اعوان نے روزنامہ آئینہ کوئٹہ سٹار پرنٹرز پرائیویٹ لمیٹڈ سے چھپوا کر دفتر 9-13/28 پاکستان لاری کوارٹر کوئٹہ سے شائع کیا

دریائے ڈینیوب کے کنارے

سرور منیر راؤ

سفر انسان کو صرف نئی دنیا سے متعارف نہیں کرتا بلکہ اپنے وطن کو ایک نئے زاویہ نگاہ سے دیکھنے کا موقع بھی فراہم کرتا ہے۔ میں برطانیہ اور یورپ کے مطالعاتی دورے پر ہوں، یورپ کے دل میں واقع ہنگری کا دارالحکومت بوداپیسٹ ان چند شہروں میں شامل ہے جو اپنے حسن سے زیادہ اپنی تہذیب، اپنے نظم اور اپنی اجتماعی دانش سے متاثر کرتے ہیں۔

یہ شہر دیکھنے والے کو محض خوبصورت عمارتوں، تاریخی قلعوں اور دلکش مناظر کا تحفہ نہیں دیتا بلکہ ایک خاموش پیغام بھی دیتا ہے کہ قومیں وسائل سے نہیں، رویوں سے عظیم بنتی ہیں۔ دریائے ڈینیوب کے نیلگوں پانی صدیوں سے اس شہر کی رگوں میں زندگی دوڑا رہا ہے۔ ایک کنارے پر پہاڑیوں سے آباد بودا ہے اور دوسرے کنارے پر جدید شہری زندگی کا مرکز پیسٹ۔ ان دونوں کو ملانے والے پل صرف دو کناروں کو نہیں بلکہ ماضی اور حال کو بھی جوڑتے ہیں۔

بوداپیسٹ کی گلیوں میں چلتے ہوئے بار بار یہ احساس ہوتا ہے کہ ترقی کا راز صرف بلند و بالا عمارتوں یا جدید انفرااسٹرکچر میں نہیں بلکہ شہری شعور میں پوشیدہ ہے۔ یہاں ٹریفک کا شور نہیں بلکہ قانون کی آواز زیادہ سنائی دیتی ہے۔

سڑکیں صاف ہیں، عوامی نقل و حمل منظم ہے، تاریخی ورثہ محفوظ ہے اور شہری اپنی ذمے داری کو ریاست پر احسان نہیں بلکہ اپنا فرض سمجھتے ہیں۔ یہی وہ چھوٹی چھوٹی اقدار ہیں جو کسی بھی قوم کی کامیابیوں کی بنیاد بنتی ہیں۔

ہنگری کی تاریخ میں بڑے اتار چڑھاؤ رہے ہیں۔ سلطنتوں کے عروج و زوال، عالمی جنگوں کی تباہ کاریاں، کمیونسٹ نظام اور سیاسی تبدیلیوں کے طویل ادوار کے باوجود اس قوم نے مایوسی کو اپنی شناخت نہیں بننے دیا۔ انہوں نے ماضی کو محفوظ کیا مگر مستقبل کو اسیر نہیں ہونے دیا۔ یہی وہ سوچ ہے جس نے بوداپیسٹ کو یورپ کے خوبصورت ترین اور باوقار دارالحکومتوں میں شامل کر دیا۔ ایک پاکستانی کی حیثیت سے جب میں اس شہر کو دیکھتا ہوں تو میرے ذہن میں مسلسل اپنے وطن کا نقشہ ابھرتا ہے۔ پاکستان بھی قدرتی حسن، نوجوان آبادی، تاریخی ورثے اور بے شمار امکانات سے مالا مال ہے۔ فرق صرف یہ ہے کہ ترقی یافتہ قوموں نے قانون کو طاقتور بنا دیا ہے جب کہ ترقی پذیر معاشروں میں اکثر طاقتور قانون سے بالاتر دکھائی دیتے ہیں۔ یہی فرق قوموں کی رفتار کا تعین کرتا ہے۔ یہ کہنا درست ہوگا کہ یورپ کے پاس صرف وسائل زیادہ ہیں۔

اصل سرمایہ ان کا ادارہ جاتی استحکام، تعلیم، تحقیق، شفاف حکمرانی اور اجتماعی نظم ہے۔ جب معاشرہ قانون کی بالادستی کو اپنی اجتماعی ثقافت بنا لیتا ہے تو پھر دریا بھی خوشحالی لاتے ہیں، پل بھی ترقی کی علامت بنتے ہیں اور شہر بھی دنیا کے لیے کشش کا مرکز بن جاتے ہیں۔ ڈینیوب کے کنارے کھڑے ہو کر مجھے بار بار دریائے سندھ یاد آیا۔ دریا تو دونوں عظیم ہیں، پانی بھی دونوں کا زندگی بخشتا ہے لیکن اصل فرق ان معاشروں کی ترجیحات میں ہے۔۔

دہشت گردی کا خاتمہ اب قریب ہے؟

عثمان دموہی

اس میں شک نہیں کہ اس وقت وطن عزیز مختلف الاقسام کے مسائل کا شکار ہے، سب سے بڑا چیلنج ملکی سلامتی کو درپیش ہے۔ ہمارا دشمن وطن عزیز کے قیام کے وقت سے ہی ہماری آزادی کو ختم کرنے کے درپے ہے۔ اسی دشمن کے تعاون سے ملک میں دہشت گردی نے ایک ہنگامی صورت حال پیدا کر دی ہے۔

دہشت گردی اور روز بہ روز بڑھتی ہوئی مہنگائی سے کون سا پاکستانی ہوگا جو پریشان نہیں ہوگا، مگر ایسے وقت میں سب سے اہم ہی نہیں بلکہ ہماری ملکی سلامتی کے لیے ایک تاریخی عمل کا اظہار رونما ہوا ہے۔ وہ ہماری قوم کے غیر متزلزل اتحاد کا مظاہرہ ہے۔ ہماری قوم تو ہمیشہ سے ہی متحد ہے مگر حال ہی میں ملک کے جید علما کرام نے ایک ساتھ اور ایک پیش امام کی اقتدا میں نماز ادا کر کے ملک میں قومی یکجہتی کا بے مثال مظاہرہ کیا ہے۔ حقیقت بھی یہ ہے کہ ہماری یکجہتی نہ صرف ہماری بقا بلکہ ہمارے ملک کی سلامتی کی بھی ضامن ہے۔ ہمارے علما اور قوم کی یکجہتی کو دیکھ کر یقیناً ہمارا دشمن نہ صرف گھبرا گیا ہوگا بلکہ وہ اپنے مذموم مقاصد کے حصول کو اب ناقابل عمل سمجھنے لگا ہوگا۔ اس وقت بلوچستان میں دہشت گردی کے مسئلے نے ملک کو سخت پریشان کر رکھا ہے۔ اس نے دشمن کو خوش فہمی میں ڈال دیا ہے کہ اس کے ساتھ ہی ہماری حکومت نے دہشت گردی کے خلاف آپریشن شعبان شروع کر دیا ہے۔ دشمن کو نہ صرف موجودہ بلکہ آئندہ کے دہشت گردی کے منصوبوں پر سوچ وبچار میں ڈال دیا ہوگا۔

اس وقت آپریشن شعبان پوری طاقت اور دلیری سے جاری ہے اور اس کے نتیجے میں اب تک متعدد دہشت گرد جہنم واصل ہو چکے ہیں۔ اس آپریشن نے دشمن کے لیے ایک نئی مصیبت کھڑی کر دی ہے کیونکہ اب دہشت گردوں کے لیے پہاڑوں میں چھپنا اور وہاں کئی کئی دن بسیرا کرنا مشکل ہو گیا ہے۔

پہلے یہ ہوتا تھا کہ دہشت گردوں کے خلاف جب بھی کارروائی کی جاتی تھی وہ پہاڑوں پر جا کر چھپ جاتے تھے لیکن اب دہشت گردوں کے لیے زمین تنگ ہو چکی ہے، پہاڑ بھی محفوظ نہیں رہے ہیں۔ اس طرح اب ان کے لیے کوئی محفوظ جگہ نہیں رہی ہے۔

اس سے اب دہشت گردی کو سپورٹ کرنے والے ملک میں موجود وطن دشمن بھی بہت ناامید ہوں گے اور اب دہشت گردوں کے لیے حقیقت میں کوئی محفوظ جگہ نہیں رہی ہے۔ البتہ اب وہ آبادی میں ضرور اپنی کمین گاہیں بنانے کی فکر میں لگے ہیں۔ ایسا کر کے وہ اپنے پیروں پر کلہاڑی ماریں گے کیونکہ بلوچستان کا ہر نوجوان اب ان کی دہشت گردی سے تنگ آ چکا ہے، ان کی موجودگی کی اطلاع ضرور خفیہ ایجنسیوں تک پہنچائیں گے۔

یہ حقیقت ہے کہ اس وقت بھارت اور افغانستان اسپانسرڈ دہشت گردی سے بلوچستان کے عوام سخت پریشان ہیں، وہ جانتے ہیں کہ اس دہشت گردی کا ایسا سلسلہ چلا جائے کہ یہ بلوچ صوبے کی ترقی اور عوام کے جان و مال کے لیے خطرہ بن چکی ہے۔ شاید ہماری ماضی کی حکومتوں کی کوتاہی ہے کہ وہ اس فتنے کا ہمیشہ کے لیے سدباب کرنے میں زیادہ سرگرم نہیں رہی ہیں۔ یہ شاید اس لیے بھی ہوا ہے کہ وہاں کے با اثر سیاسی وڈیرے ہماری حکومتوں کو دہشت گردوں کا مکمل صفایا کرنے سے روکتے رہے ہیں، یہ لوگ دہشت گردوں کے اصل محافظ اور مددگار خفیہ طور پر بنے رہے ہیں۔ یہ دہشت گرد آزادی کی بات کرتے ہیں، یہ دوسرے ملک کے کرائے کے دہشت گرد پہلے خود کو تو دشمن ملک کی غلامی سے آزاد کرا لیں پھر بلوچستان کا سوچیں۔

ان دہشت گردوں کو سی پیک منصوبے کو دراصل ناکام بنانے کے لیے ہائر کیا گیا ہے، حالانکہ بلوچستان کے لوگ اچھی طرح جانتے ہیں کہ سی پیک منصوبہ ان کے خوشحال اور تابناک مستقبل کا ضامن ہے مگر بس یہی بات ان دہشت گردوں کے آقاؤں کو چبھتی ہے کہ اگر بلوچستان خوشحال ہو گیا تو پھر ان کے پاکستان مخالف پراپیگنڈے کا کیا بنے گا اور پھر اگر ایسا ہوا تو ان کی تو دکانیں ہی بند ہو جائیں گی، کیوں کہ دشمن انھیں اس وقت جو نواز رہا ہے وہ ساری نوازشات بھی ختم ہو جائیں گی چنانچہ سی پیک منصوبے کو مکمل ہونے اور گوادر بندرگاہ کو پاکستان کی سب سے بڑی، اہم اور مصروف بندرگاہ بنانے کے منصوبے کو روکنا ان کے لیے ان کی روزی روٹی کا معاملہ بن گیا ہے۔ بلوچستان کے دانشور اس بات کو خوب جانتے ہیں۔ وہ ساری صورت حال اور دشمن کے ہتھکنڈوں کو خوب سمجھتے ہیں۔ وہ یہ بھی جانتے ہیں ان کے صوبے کو دہشت گردی کے ذریعے بدحال رکھنے کا ایک مقصد مقبوضہ کشمیر میں آزادی کی تحریک کی مدد کرنے کا پاکستان سے بدلہ لینا ہے مگر پاکستان تو سلامتی کونسل کی قراردادوں کے مطابق اپنا فرض ادا کر رہا ہے، اگر دشمن بلوچوں کو آزادی ہی دلانا چاہتا ہے تو پھر صرف پاکستانی بلوچوں پر ہی مہربان کیوں ہے، وہ ایران اور افغانستان میں بنے بلوچی علاقوں کے بلوچوں کو کیوں نظر انداز کر رہا ہے؟

مگر دہشت گرد آقاں کے انداز سے واضح ہے کہ ان کا افغانستان یا ایران کے بلوچ علاقوں سے کوئی تعلق نہیں ہے۔ یہ دہشت گردی صرف پاکستان کے لیے ہے مگر کیوں؟ اس وقت آپریشن شعبان بھرپور انداز سے جاری ہے مگر کسی کو اس میں رکاوٹ نہ ڈالنے دی جائے۔ بی ایل اے، طالبان کی بھی مدد کر رہے ہیں مگر اب افغانستان میں طالبان کے ظلم وستم کے خلاف ایک نئی جاندار تحریک شروع ہو چکی ہے جس سے طالبان کا ظلم اور دہشت گردی سے بھرپور اقتدار اب ختم ہوتا نظر آ رہا ہے۔

جوان دریاؤں کے کنارے آباد ہیں۔ سوال یہ نہیں کہ ہمارے پاس کیا نہیں بلکہ سوال یہ ہے کہ جو کچھ ہمارے پاس ہے، کیا ہم اسے دیانت، نظم اور وژن کے ساتھ بروئے کار لا رہے ہیں؟

بوداپیسٹ میرے لیے صرف ایک سیاحتی منزل نہیں بلکہ ایک فکری تجربہ ہے۔ اس شہر نے مجھے یہ احساس دلایا کہ تہذیب صرف عجائب گھروں میں محفوظ نوادرات کا نام نہیں بلکہ روزمرہ زندگی میں قانون کی پاسداری، صفائی، برداشت، وقت کی قدر اور قومی مفاد کو ذاتی مفاد پر ترجیح دینے کا نام ہے۔ سفر ختم ہو جائے گا، تصاویر محفوظ ہو جائیں گی، یادیں بھی وقت کے ساتھ دھندلا جائیں گی مگر بوداپیسٹ کا ایک سوال شاید ہمیشہ میرے ساتھ رہے گا: اگر ایک قوم جنگوں، بحرانوں اور سیاسی اتار چڑھاؤ کے باوجود اپنے شہروں کو دنیا کے لیے مثال بنا سکتی ہے تو کیا پاکستان اپنی بے پناہ صلاحیتوں کے باوجود ایسا نہیں کر سکتا؟

شاید اس سوال کا جواب ہم سب کو مل کر تلاش کرنا ہوگا۔

بازار میں مصنوعی چہروں کی اتنی بھرمار ہو گئی ہے کہ اصل چہرہ صرف وہی پہچان سکتے ہیں جن کی عمر، روخان کی طرح چہرے پڑھنے میں گزری ہے ورنہ حالت یہ ہو گئی ہے کہ بڑے روشن چہروں کے پیچھے انتہائی بھیانک چہرے چھپے ہوتے ہیں۔

دوسری طرف ایسے لوگوں کی بھی کمی نہیں ہے کہ فرقہ ملامتیہ کے صوفی ہوتے ہیں جو دکھاتے کم اور کرتے زیادہ ہیں، بظاہر معمولی لیکن حقیقت میں خاص، بہت ہی خاص ہوتے ہیں۔ کام کرتے ہیں، نام کی پروا نہیں کرتے، نہ ستائش کی تمنا رکھتے ہیں نہ صلے کی پروا اور روخان یوسفزئی کی اس کتاب میں بھی ایسی شخصیات کی کمی نہیں جو بظاہر ملنگ اور درویش لگتے ہیں لیکن حقیقت میں شاہ و شہنشاہ ہوتے ہیں، ایسے ہی لوگوں کے لیے احمد فرازؔ نے کہا ہے کہ

ڈھونڈ اجڑے ہوئے لوگوں میں وفا کے موتی
یہ خزانے تجھے ممکن ہے خرابوں میں ملیں

شخصیات پختونخوا

سعد اللہ جان برق

شخصیات پختونخوا یہ روخان یوسفزئی کی تازہ ترین تالیف ہے جو اردو میں چھپی ہے اور اس وقت میرے سامنے پڑی ہے۔ روخان یوسفزئی کے بارے میں جب بھی کچھ کہنے یا لکھنے کا موقع آتا ہے تو یہی کہتا ہوں کہ میں اس میں ہمیشہ خود کو دیکھتا ہوں۔ جن دشوار گزار راستوں، جان لیوا اونچ نیچ اور بے پناہ کٹھنائیوں سے میں گذر کر آیا ہوں، ویسے ہی راستوں سے روخان یوسفزئی بھی گزر کر آیا ہے۔

بقول منیر نیازی:

اک اور دریا کا سامنا تھا منیرؔ مجھ کو
میں اک دریا کے پار اترا تو میں نے دیکھا

اور یہ دریا پانی کے نہیں تھے اور نہ ہی ہمیں کوئی کشتی یا سفینہ میسر تھا بلکہ یہ جگر مراد آبادی کے دریا تھے یا قرۃ العین حیدر کے۔

یہ عشق نہیں آساں بس اتنا سمجھ لیجیے
اک آگ کا دریا ہے اور ڈوب کے جانا ہے

لیکن یہ عشق کے دریا بھی نہیں تھے، ظالم زندگی کے ظالم دریا تھے۔ طرح طرح کی محرومیوں، مجبوریوں اور مزدوریوں کا ایک طویل سفر تھا۔ ہم دونوں کا تعلق اس طبقے سے ہے، جسے ہینڈ ٹو ماؤتھ کہتے ہیں۔ پشتو میں اس کے لیے کہا جاتا ہے، کہ

کتہ بانڈے کٹوئی بانڈے
کتہ کوزہ کٹوئی لانڈے

ترجمہ) بوجھ سر پر تو ہانڈی بھی چولہے پر۔ بوجھ اتارا تو ہانڈی بھی چولہے سے اتری۔ روزانہ بونا، روزانہ کاٹنا اور روزانہ کھانا (دونوں کا اس طبقے سے تعلق نہیں جو اجداد کی کمائیوں پر عیش کرتے ہیں اور ہاتھ پیر ہلائے بغیر سب کچھ پا لیتے ہیں لیکن کہتے ہیں کہ ہر اچھائی میں برائی اور ہر برائی میں اچھائی کا کوئی نہ کوئی پہلو بھی ہوتا ہے، اگر کوئی اسے ڈھونڈ پائے تو۔ Flora& Fauna

اس پر مشقت، پر صعوبت اور پر مجبوری جدوجہد کا اچھا پہلو یہ ہے کہ انسان زندگی کو، انسانوں کو اور دنیا کو بہت قریب سے دیکھ لیتا ہے، بھوگ لیتا ہے اور پوری طرح پہچان لیتا ہے کہ کس کس پردے کے پیچھے کیا بلکہ کیا کیا ہے۔

کس کس نیکی کے پیچھے کیا کیا برائیاں ہیں اور کس برائی کے پیچھے کیا اچھائیاں ہوتی ہیں اور کتنے چھوٹے چھوٹے لوگوں کے اندر کتنے بڑے بڑے لوگ ہوتے ہیں اور کتنے بڑے بڑے لوگ کتنے چھوٹے ہوتے ہیں۔ جھونپڑوں اور کھنڈروں میں کتنے بڑے بڑے ہیرے مل جاتے ہیں اور کن کن عالیشان محلات میں کتنے بدرنگ، بدبودار کنکھجورے ہوتے ہیں۔

اب مثال کے طور زیادہ تر لوگ تو جب کوئی بولتا ہے تو سچ اور جھوٹ کو پہچان لیتے ہیں لیکن ہم کسی کے بولنے سے پہلے جان لیتے ہیں کہ اب یہ کونسا جھوٹ یا سچ بولے گا۔ اور روخان یوسفزئی نے تو بہت سار شخصیات کو کتابوں کی طرح پڑھا ہے، جانتا ہے کہ خوبصورت مجلد منقش جلدوں کے اندر کیا ہے اور سستی، کم قیمت قسم کی غیر مجلد اور پھٹی پرانی نظر آنے والی کتابوں میں کیا کیا کچھ ہے اور آج کا معاشرہ تو یوں بن چکا ہے کہ اسے اگر شوکیسوں کا زمانہ کہیے تو بجا ہوگا کہ تقریباً پچاس فیصد لوگ گھر سے نکلتے ہوئے ایک شوکیس بن کر یا ایک شوکیس پہن کر نکلتے ہیں۔ مرشد نے بھی کہا ہے کہ

ہیں کواکب کچھ نظر آتے ہیں کچھ
دیتے ہیں دھوکہ یہ بازیگر کھلا

اور یہ پتہ تب چلتا ہے جب انسان چہروں کو پڑھنے کا علم حاصل کرتا ہے۔ اور روخان یوسفزئی نے یہ علم بھرپور طریقے پر حاصل کیا ہے کہ اس کی عمر ہی چہروں کو پڑھنے میں گزری ہے۔ چہروں کا سلسلہ بھی آج کل کچھ عجیب سا بن گیا ہے۔

کاکروچ جنتا

جاوید قاضی

بھارتی سپریم کورٹ کے چیف جسٹس نے غصے کا اظہار کرتے ہوئے جین زی کو کروچ قرار دیا

اندرا گاندھی نے اپنے دور حکومت میں ہندوستان میں ایمرجنسی نافذ کی تھی۔ ان کی حکومت کے بعد کسی ڈکٹیٹر نے نہیں بلکہ ایسی ایمرجنسی نریندر مودی نے لاگو کی۔ مودی صاحب کے اس اقدام کو ہندوستان کی جین زی (Gen Z) نے چیلنج کر دیا ہے۔

پتہ یہ چلا ہے کہ ہندوستان میں اظہار رائے کی آزادی اور احتجاج کرنے کے بنیادی اور آئینی حقوق منجمد تھے۔ وزیراعظم نریندر مودی حکومت نے نوجوانوں کے اس احتجاج کو پرزور طریقے سے روکا۔ یاد رہے کہ بھارتی سپریم کورٹ کے چیف جسٹس نے غصے کا اظہار کرتے ہوئے جین زی کو کروچ قرار دیا۔

اس لفظ کے بعد یہ ایسے متحد ہوئے جس کا گمان بھی نہ تھا۔ یہ کاکروچ جنتا پارٹی، پارلیمنٹ میں اپوزیشن سے زیادہ مودی صاحب کے خلاف طاقتور ہو گئی۔ اس بات کا اندازہ بھی نہ تھا، ایک ایسی پارٹی جو رجسٹرڈ بھی نہیں ہے اور نہ ہی اس پارٹی کے لیے اب تک کوئی عہدیدار نامزد ہوا ہے لیکن ان کا جنون ہے۔ اب یہ نوجوان اس میدان میں اکیلے نہیں ہیں کیونکہ راہول گاندھی اور ان کی بہن پریانکا گاندھی بھی ان کی حمایت کر رہی ہیں۔ یقیناً ارون دھتی رائے بھی ان کی حمایتی ہوں گی، اسی طرح ابھیجیت دیکھے، سورو داس، آفرین نواز، دیپک بلیان، رتنا سنگھ اور سونم وانگچک جیسے لوگ جو سیکولر ہندوستان کی سوچ رکھتے ہیں، وہ تمام لوگ اس پارٹی کی حمایت کریں گے۔

اس کا نتیجہ کیا ہوگا کچھ کہنا قبل از وقت ہے، مگر اپنی گیارہ برس کی حکومت میں مودی صاحب نے اپنے خلاف ایسی مزاحمت کا سامنا پہلی بار کیا ہے جو کاکروچ جنتا پارٹی نے ان کے خلاف شروع کی ہے۔ آخر کار انھیں اپنے وزیر تعلیم سے استعفیٰ لینا پڑا۔

یہ پارٹی نوجوانوں کی پارٹی ہے اور جین زی پر مشتمل ہے، یہ پارٹی سوشل میڈیا کی پاور ہے۔ مصنوعی ذہانت کی پیداوار ہے۔ ہندوستان، امریکا اور چین کے بعد دنیا کا تیسرا بڑا ملک ہے جہاں مصنوعی ذہانت اپنی مضبوط جڑیں بنا رہی ہے۔ اب جین زی کو ہندو انتہا پرستی کے بیانیے سے کنٹرول نہیں کیا جا سکتا، پاکستان دشمنی میں مسلمانوں کے خلاف نفرت کی آگ کو نہیں بھڑکایا جا سکتا۔

ایسا ہی انقلاب کچھ سال قبل سری لنکا میں بھی آیا تھا۔ اس انقلاب کا ہراول دستہ بھی جین زی تھے۔ بنگلا دیش اور نیپال میں بھی نوجوان سڑکوں پر نکلے۔ آج سے پندرہ سال پہلے ایسے ہی احتجاج عرب ممالک میں بھی ہوئے جو تحریر اسکوائر پر جا ٹھہرے لیکن پھر Spring Revolution آگے بڑھ نہ سکا، وہ اس لیے کہ اس انقلاب میں مسلم معاشروں میں قائم نظریاتی دیواریں توڑنے کی صلاحیت نہیں تھی۔

ہندوستان ایک سیکولر ملک تھا مگر ایل کے ایڈوانی نے اس سیکولر ازم کی بنیادیں ہلا دیں۔ اس نے تیس سال قبل گجرات سے یاترا کا آغاز کیا اور ہزاروں میل سفر طے کر کے ایودھیا (اتر پردیش) میں بابری مسجد کو مسمار کروایا، جہاں اب ایک سیکولر ملک کے وزیراعظم یعنی مودی صاحب نے ریاست کی نگرانی میں رام مندر بنوایا۔ مودی کے لیے ہندوستان کو یرغمال بنانا اتنا آسان نہیں۔

ہندوستان کی آزادی کے بعد ہندوستان کو فوراً آئین دے دیا گیا۔ جہاں مسلسل جمہوریت رائج رہی سوائے اس دور کے جب اندرا گاندھی نے ہندوستان پر ایمرجنسی لاگو کی۔ ہندوستان کی سپریم کورٹ کے فل بینچ نے کیشوا نندا کیس جیسے عظیم عدالتی فیصلے نے روکا۔ اندرا گاندھی کے فاشزم کو روکا۔ اس کیس کی پیروی کیشوا نندا بھارتی، کلدیپ نیر اور کئی سیکولر سول سوسائٹی کے ممبران کی تھی جو پابند سلاسل ہوئے۔

مجھے یہ گمان ہے کہ احتجاج کی یہ لہر ہندوستان تک محدود نہیں رہے گی بلکہ اس کی پہنچ اور رسائی سرحد پار تک جائے گی۔ ہندوستان کی جمہوریت اور خارجہ پالیسی جس کی بنیادیں جواہر لعل نہرو نے رکھی تھیں، ان بنیادوں کو مودی نے جس طرح سے ہلایا ہے کہ دنیا کی سب سے بڑی جمہوریت اور ڈیڑھ ارب کی آبادی والے ملک کو ایک کروڑ کی آبادی والے ملک اسرائیل کے ساتھ لا کھڑا کیا ہے۔ مودی سرکار نے مہاتما گاندھی کے ہندوستان کس قدر چھوٹا بنا دیا۔

ہم فرض کرتے ہیں کہ جو تضادات آزادی کے وقت مسلمان اور ہندوؤں کے درمیان پیدا ہوئے، وہ تضادات اگر نہ ہوتے تو آج ہندوستان اور پاکستان امن سے رہ رہے ہوتے۔ ہمارے ان تضادات نے برصغیر میں غربت پھیلا دی۔ سامراجی طاقتوں نے ہماری دشمنی کو استعمال کر کے ہمیں قرضوں کے جال میں پھنسا دیا۔ ہمیں سرد جنگ میں دھکیل کر اپنے مقاصد حاصل کیے۔

تاریخ کروٹ بدلتی ہے، اپنی لے میں چلتی ہے۔ چین کو برطانیہ اپنا غلام نہیں بنا سکا۔ ان زمانوں میں چین، برطانیہ کا غلام بن جاتا تو کیا ہوتا؟ ایران بھی کسی کا غلام نہ بن سکا۔ یہ غلامی جو ہندوستان کے اوپر مسلط ہوئی وہ اورنگزیب کے کمزور دور کا شاخسانہ تھی History۔

اورنگزیب بادشاہ نے سیکولر بنیادوں کو ہلایا۔ ہندوستان کمزور ہوا، داراشکوہ کی موت نے شاہی خاندان کو تقسیم کر دیا، اندرونی بغاوتوں نے سر اٹھایا، سکھوں نے بغاوت کی، مرہٹوں نے بغاوت کی، پھر اس طرح پلاسی کے بعد ٹیپو سلطان کی شہادت ہوئی۔

دہلی پر محمد شاہ رنگیلے جیسے حکمرانوں کی حکمرانی قائم ہوئی، پھر ایران کے بادشاہ نادر شاہ نے شمالی ہند کے شہروں اور راج دھانی دلی پر حملہ کیا۔ ہندوستان میں قتل وغارت اور لوٹ مار کا بازار گرم ہوا، ہر طرف انارکی، لاقانونیت اور وار لارڈز کا راج تھا، اسی دور ابتلا وانتشار میں رہی کسر احمد شاہ ابدالی کی آمد اور لوٹ مار وقتل غارت نے نکال دی۔

اس وقت ہندوستان بیسیوں بلکہ سیکڑوں راجواڑوں میں تقسیم تھا، اگر سازشوں کے جال بن کر ہمیں غلامی کے طوق نہ پہنائے جاتے تو آج ہم دنیا کی عظیم طاقت ہوتے۔ یہ تاریخ کے بے رحم فیصلے تھے۔

پاکستان کے تاریخی پس منظر میں جو پاکستان کی سب سے بڑی بدنصیبی تھی وہ تھی آئین کی غیر موجودگی۔ پھر جنرل ضیا الحق کا آنا جس نے سیکولر پاکستان کی بچی کچی بنیادوں کو مسمار کر دیا۔ ہندوستان کی آزاد دانشور ارون دھتی رائے، جو سیکولر ہندوستان کا نظریہ رکھتی ہیں اور مانی شنکر یہ گمان کرتے ہیں کہ ہندوستان کے سیکولرازم کو جنرل ضیا الحق کی انتہا پرست بیانیہ نے نقصان پہنچایا، کیونکہ ہندوستان کے انتہا پرست ہندو سیاست میں کبھی طاقتور نہیں بن سکے تھے۔ انھوں نے ہندوستان کی سیاست میں جنرل ضیا الحق کا ماڈل متعارف کروایا۔ آج اس ماڈل کو مودی صاحب لے کر چلے ہیں۔ پہلے گجرات میں ہندو مسلم کش فسادات کروائے، مسلمانوں کی نسل کشی کی گئی اور آج پورے ہندوستان میں مسلمان اور اقلیتیں غیر محفوظ ہیں۔ جین زی نے کاکروچ جنتا پارٹی کی بنیاد رکھ کر، مودی کی نفرت اور انتہا پرستی کے بیانیہ کو چیلنج کر دیا ہے۔

جین زی، دراصل ہندوستان کو RSS سے آزاد کروانا چاہتی ہے۔ وہ اس حق میں ہندوستان ایک سیکولر ملک تھا اور دوبارہ ہندوستان میں سیکولرازم آنا چاہیے۔ مصنوعی ذہانت کی ٹیکنالوجی کے بعد ہندوستان کے اندر ان کی جمہوریت اس دنیا میں اپنے راستوں کا تعین کر رہی ہے۔

جمہوریت صرف اکثریت کی حکمرانی نہیں بلکہ اقلیت کے حقوق کی حفاظت کا نام بھی ہے۔ امبیڈکر نے اسی خطرے کی طرف اشارہ کیا تھا کہ آئین کی کامیابی اس کے الفاظ سے زیادہ اس پر عمل کرنے والوں کے کردار پر منحصر ہے۔

ہندوستان کے موجودہ حالات کو اسی وسیع تناظر میں دیکھنے کی ضرورت ہے۔ حکومتیں بدلتی رہتی ہیں، جماعتیں بنتی اور بکھرتی رہتی ہیں، رہنما آتے اور چلے جاتے ہیں مگر قوموں کی اصل طاقت ان کے عوام ہوتے ہیں، اگر عوام کے دل میں اعتماد باقی رہے تو ریاست مضبوط رہتی ہے۔۔

عوام کی طاقت

زاہدہ حنا

تاریخ کے اوراق پلٹتے ہوئے بارہا یہ احساس ہوتا ہے کہ اقتدار کی سب سے بڑی غلط فہمی یہی ہوتی ہے کہ وہ خود کو دائمی سمجھنے لگتا ہے۔ رویے بدلنے لگتے ہیں، حفاظتی حصار مضبوط ہوتے جاتے ہیں، دربار چاپلوسوں سے بھرنے لگتا ہے اور حکمرانوں کو یوں محسوس ہوتا ہے کہ وہ کچھ کر لیں، عوام اندھوں کی طرح ان کی پوجا کریں گے، مگر تاریخ کبھی کسی ایک فرد، کسی ایک جماعت یا کسی ایک اقتدار کی جاگیر نہیں رہی۔

اس کی نبض ہمیشہ عوام کے ہاتھ میں رہی ہے، وہ عوام جو بظاہر کمزور ہوتے ہیں، منتشر دکھائی دیتے ہیں مگر جب اپنے حق، اپنی عزت اور اپنی آزادی کے لیے کھڑے ہو جائیں تو دنیا کی بڑی سے بڑی طاقتیں بھی ان کے سامنے بے بس ہو جاتی ہیں۔

ہمارے پڑوسی ملک ہندوستان میں آج جو سیاسی بے چینی دکھائی دے رہی ہے، اسے صرف ایک جماعت یا ایک رہنما کے تناظر میں نہیں دیکھنا چاہیے۔ اصل سوال اس سے کہیں بڑا ہے۔ سوال یہ ہے کہ جمہوریت کیا صرف انتخابات کا نام ہے یا پھر جمہوریت عوام کے اعتماد، اختلاف رائے کے احترام، اداروں کی آزادی اور شہریوں کی آواز سے اپنا وجود حاصل کرتی ہے؟ اگر عوام کو صرف ووٹ ڈالنے کا حق ملے مگر سوال پوچھنے کا حق چھن جائے تو کیا جمہوریت اپنی روح برقرار رکھ سکتی ہے۔

برصغیر کی آزادی کی جدوجہد ہمیں یہی سبق دیتی ہے۔ برطانوی سامراج دنیا کی سب سے بڑی طاقتوں میں شمار ہوتا تھا۔ اس کے پاس فوج تھی، سرمایہ تھا، قانون تھا اور دنیا بھر پر حکومت کرنے کا غرور بھی۔ مگر اس کے مقابلے میں کھڑے ہونے والے عام لوگ تھے۔

کسان، مزدور، طالب علم، عورتیں، ادیب اور بے شمار گمنام انسان۔ ان کے ہاتھوں میں بندوقیں نہیں تھیں مگر ان کے دلوں میں آزادی کی خواہش تھی۔ آخر کار فتح اسی خواہش کی ہوئی۔ شاید اسی لیے گاندھی جی عوام کی اخلاقی قوت پر یقین رکھتے تھے اور ڈاکٹر بھیم راؤ امبیڈکر بار بار یہ یاد دلاتے تھے کہ آئین صرف کتاب کا نام نہیں بلکہ ایک زندہ سماجی معاہدہ ہے جس کی حفاظت عوام کے شعور سے ہوتی ہے۔ اقتدار کی ایک عجیب نفسیات ہوتی ہے، وہ اپنے گرد ایسے لوگوں کا ہجوم جمع کر لیتا ہے جو ہر فیصلے کو درست اور ہر نعرے کو مقبول ثابت کرتے رہتے ہیں۔ یوں حکمران یہ سمجھنے لگتے ہیں کہ خاموشی رضامندی ہے، اختلاف سازش ہے اور اکثریت ہمیشہ ان کے ساتھ رہے گی، لیکن تاریخ ہمیں بتاتی ہے کہ خاموشی کے اندر کبھی کبھی برسوں کا غصہ، مایوسی اور بے بسی پل رہی ہوتی ہے جو ایک دن اچانک عوامی طاقت میں تبدیل ہو جاتی ہے۔ دنیا کی تاریخ ایسی مثالوں سے بھری ہوئی ہے۔ عرب دنیا میں ایک معمولی سے سبزی فروش کی بے بسی نے ایسی آگ بھڑکائی جسے دنیا نے عرب اسپرنگ کے نام سے یاد کیا۔ تیونس سے اٹھنے والی یہ لہر، مصر، لیبیا، یمن اور شام تک پہنچی۔

ہر ملک کا انجام مختلف تھا۔ کہیں آمریتیں ختم ہوئیں، کہیں خانہ جنگی نے امیدوں کو نگل لیا، کہیں نئے اقتدار نے پرانے نظام کی جگہ لے لی لیکن ایک حقیقت پوری دنیا نے دیکھی کہ جب لاکھوں لوگ سڑکوں پر آ جائیں تو اقتدار کے مضبوط سے مضبوط ستون بھی لرزنے لگتے ہیں۔ عوامی مزاحمت ہر بار مثالی انجام تک نہیں پہنچتی مگر وہ یہ ضرور ثابت کرتی ہے کہ خوف ہمیشہ کے لیے انسان کو خاموش نہیں رکھ سکتا۔

بنگلہ دیش کی حالیہ عوامی تحریک نے بھی یہی سبق دیا۔ طلبہ ہوں یا عام شہری، جب معاشی مشکلات، سیاسی جبر اور ناانصافی ناقابل برداشت ہو جائے تو لوگ اپنے گھروں سے نکلتے ہیں۔ تحریک کے نتائج پر مختلف آرا ہو سکتی ہیں لیکن اس حقیقت سے انکار ممکن نہیں کہ عوامی قوت نے ایسے اقتدار کو بھی ہلا کر رکھ دیا جو خود کو مضبوط اور ناقابل شکست سمجھتا تھا۔ اقتدار بدل جائے یا نہ بدلے، عوام کی خاموشی ضرور ٹوٹ جاتی ہے اور یہی کسی بھی جمہوریت کا سب سے اہم لمحہ ہوتا ہے۔ سری لنکا کی تصویر ابھی زیادہ پرانی نہیں ہوئی۔ معاشی بحران نے جب عام آدمی کی زندگی اجیرن کر دی، بجلی، ایندھن، خوراک اور دوائیں نایاب ہونے لگیں تو لوگ سڑکوں پر نکل آئے۔ دنیا نے دیکھا کہ صدارتی محل جو کبھی طاقت کی علامت سمجھا جاتا تھا، عوام کے قدموں کی آہٹ سے خالی ہو گیا۔ اس سے تمام مسائل حل نہیں ہوئے، نہ ہی بحران ایک دن میں ختم ہوا لیکن یہ منظر تاریخ میں محفوظ ہو گیا کہ عوام کے سامنے اقتدار کی دیواریں ہمیشہ قائم نہیں رہتیں۔

پھر امریکا کی Occupy Wall Street تحریک کو کون بھول سکتا ہے، وہ کوئی انقلاب نہیں تھا، نہ اس نے حکومت گرائی اور نہ سرمایہ داری کا نظام بدل دیا، لیکن اس نے دنیا کو ایک نیا سوال دیا۔ اس نے بتایا کہ اگر دولت چند ہاتھوں میں سمٹ جائے، اگر معیشت عام انسان کے بجائے صرف طاقتور طبقات کی خدمت کرنے لگے تو احتجاج صرف غریب ملکوں میں نہیں ہوتا، دنیا کی سب سے طاقتور معیشت میں بھی لوگ سڑکوں پر آتے ہیں۔ بعض تحریکیں اقتدار نہیں گراتیں مگر شعور کو بیدار کر دیتی ہیں اور شعور کی بیداری اکثر کسی بھی سیاسی تبدیلی سے زیادہ دیرپا ثابت ہوتی ہے۔ ان تمام مثالوں میں ایک قدر مشترک ہے۔ نتائج مختلف تھے، راستے مختلف تھے، کامیابیاں اور ناکامیاں بھی مختلف تھیں مگر عوام کی طاقت ہر جگہ ایک حقیقت بن کر سامنے آئی۔ عوام ہمیشہ ہر جنگ نہیں جیتتے مگر ان کے سامنے کوئی اقتدار ہمیشہ کے لیے نہیں ٹھہرتا۔ مزاحمت بھی فوری فتح نہیں لاتی لیکن وہ حکمرانوں کے اس یقین کو ضرور توڑ دیتی ہے کہ ان کی طاقت ہمیشہ قائم رہے گی۔

ہندوستان دنیا کی سب سے بڑی جمہوریت کہلاتا ہے۔ اس کی اصل طاقت اس کی آبادی نہیں بلکہ اس کا تنوع ہے۔ مختلف مذاہب، زبانیں، ثقافتیں اور نظریات ایک ہی آئینی چھت کے نیچے جمع ہیں۔ یہی ہندوستان کا حسن بھی ہے اور اس کی آزمائش بھی۔ جب اختلاف کو دشمنی میں بدل دیا جائے، جب سوال کو بغاوت سمجھ لیا جائے اور جب تنقید کو غداری کا نام دیا جائے تو جمہوریت کی روح کمزور ہونے لگتی ہے، چاہے انتخابات باقاعدگی سے ہوتے رہیں۔

مجھے ایمرجنسی کا دور یاد آتا ہے، اس وقت بھی بہت سے لوگوں کو یقین تھا کہ ریاست کی طاقت ہر آواز کو خاموش کر سکتی ہے مگر چند ہی برس بعد عوام نے اپنے ووٹ سے تاریخ کا رخ بدل دیا۔ اس واقعے نے ثابت کیا کہ جمہوریت کی سب سے بڑی خوبی یہی ہے کہ وہ اپنی غلطیوں کی اصلاح خود کر سکتی ہے بشرطیکہ عوام کو بولنے، کہنے اور فیصلہ کرنے کا حق حاصل رہے۔

ہمیں یہ بھی یاد رکھنا چاہیے کہ عوام کی طاقت صرف حکومتیں بدلنے میں نہیں ہوتی۔ اصل طاقت ایک ایسے سماج کی تعمیر میں ہوتی ہے جہاں انصاف ہو، مکالمہ ہو، برداشت ہو اور قانون سب کے لیے برابر ہو، اگر احتجاج نفرت میں بدل جائے، اگر اختلاف تشدد میں تبدیل ہو جائے اور اگر سیاست صرف انتقام کا دوسرا نام بن جائے تو عوامی طاقت بھی اپنا اخلاقی جواز کھو دیتی ہے۔

بقیہ 1

علاقائی سلامتی کی صورتحال پر تبادلہ خیال کیا۔ آئی ایس پی آر کے مطابق ملاقات کے دوران دوطرفہ دفاعی اور سلامتی تعاون بڑھانے کے اقدامات، دوطرفہ دفاعی اور سلامتی تعاون بڑھانے کے اقدامات پر بھی تبادلہ خیال کیا۔ پاک فوج کے شعبہ تعلقات عامہ کے مطابق ملاقات میں عسکری تعلقات میں اضافے اور سکیورٹی چیلنجز سے نمٹنے کی استعداد کار بہتر بنانے کی اہمیت پر زور دیا گیا۔ آئی ایس پی آر کے مطابق صومالی وزیر دفاع نے پاکستان کی مستقل حمایت اور خطے میں امن و استحکام کیلئے پاکستان کی مسلح افواج کے پیشہ ورانہ کردار کو سراہا۔ پاک فوج کے شعبہ تعلقات عامہ کے مطابق فیلڈ مارشل سید عاصم منیر نے صومالیہ کے سکیورٹی نظام کو مضبوط بنانے اور خطے میں دیرپا امن کیلئے مکمل تعاون کے عزم کا اعادہ کیا۔

بقیہ 2

ہے تفصیلات کے مطابق کوئٹہ میں سیکورٹی خدشات اور کسی بھی ہنگامی صورتحال کے پیش نظر سیکورٹی مزید سخت کردی گئی ہے ایئرپورٹ روڈ، زرغون روڈ، ڈبل روڈ، سریاب روڈ، بروری روڈ، سمنگلی روڈ، جوائنٹ روڈ سمیت دیگر اہم شاہراہوں پر رات کے وقت ٹرکوں اور کنٹینرز کھڑے کرکے داخلی اور خارجی راستوں کو بند کردیا جاتا ہے جبکہ پولیس کے گشت میں بھی اضافہ کردیا گیا اس کے علاوہ شہر کے مختلف علاقوں میں سیف سٹی کے کیمروں کی مرمت بھی مکمل کرلی گئی ذرائع کے مطابق کوئٹہ کے اہم علاقوں میں واقع سرکاری اور نجی اسکولز بھی 7 اگست سے بند ہونگے اس حوالے سے اسکولز انتظامیہ کی جانب سے والدین کو بھی اطلاع دے دی گئی ہے سیکورٹی کو مدنظر رکھتے ہوئے کوئٹہ میں موبائل فونز سروس اور ڈیٹا بھی بند کرنے پر غور کرنے کے ساتھ کرفیو نافذ کرنے کا بھی امکان ہے محکمہ صحت حکام کے مطابق کوئٹہ سمیت صوبے کے تمام سرکاری ہسپتالوں میں ایمرجنسی بھی نافذ کردی گئی ہے تمام ڈاکٹرز، پیرامیڈیکل اسٹاف سمیت دیگر طبی عملے کی چھٹیاں بھی منسوخ کردی گئی ہے جبکہ فائر بریگیڈ، 1122 اور پی ڈی ایم اے کو بھی کسی بھی ہنگامی صورتحال سے نمٹنے کے لئے الرٹ رہنے کی ہدایت کردی گئی ہے۔

بقیہ 3

ٹرانسپورٹ کے شعبے کو درپیش مسائل، قومی

وقت میں سامنے آیا ہے جب ایران اور امریکا کے درمیان کشیدگی برقرار ہے اور دونوں ممالک کے درمیان مختلف سفارتی ذرائع سے رابطوں اور ممکنہ مذاکرات کی خبریں بھی سامنے آرہی ہیں۔

بقیہ 6

تعینات پاکستان کے 34 سے زائد سفیروں اور ہیڈز آف مشن نے ویڈیو لنک کے ذریعے اجلاس میں شرکت کی۔ چیئرمین این ڈی ایم اے لیفٹیننٹ جنرل انعام حیدر ملک نے وفد کو پاکستان کے جدید، فعال اور ٹیکنالوجی پر مبنی ڈیزاسٹر مینجمنٹ نظام پر بریفنگ دی۔ وفد کو ڈیزاسٹر ارلی وارننگ، جدید ٹیکنالوجی، قومی رابطہ کاری کے نظام اور این ڈی ایم اے کی آپریشنل استعداد سے بھی آگاہ کیا گیا۔ اجلاس میں پاکستان سمیت مختلف ممالک کو 2026 کے دوران درپیش خطرات کے حوالے سے تفصیلی بریفنگ دی گئی۔ سفارتی وفد نے این ڈی ایم اے کی جدید ڈیزاسٹر مینجمنٹ صلاحیتوں، بروقت تیاری اور عالمی معیار کے ایمرجنسی رسپانس نظام کو سراہا۔ پاکستان اور شریک ممالک نے موسمیاتی تبدیلی، قدرتی آفات سے نمٹنے، ادارہ جاتی تعاون اور ڈیزاسٹر رسپانس کے شعبوں میں تعاون مزید مضبوط بنانے کے عزم کا اظہار کیا۔

بقیہ 7

طلبہ قوم کا قیمتی سرمایہ اور پاکستان کے روشن مستقبل کی ضمانت ہیں۔ ان خیالات کا اظہار انہوں نے راولپنڈی بورڈ آف انٹرمیڈیٹ اینڈ سیکنڈری ایجوکیشن کے زیر اہتمام فاطمہ جناح ویمن یونیورسٹی میں میٹرک سالانہ امتحان 2026 کے پوزیشن ہولڈر طلبہ کے اعزاز میں منعقدہ تقریب تقسیم انعامات سے خطاب کرتے ہوئے کیا۔ اس موقع پر رکن قومی اسمبلی ملک ابرار احمد، رکن صوبائی اسمبلی اسما عباسی، چیئرمین تعلیمی بورڈ راولپنڈی پروفیسر ڈاکٹر اقبال محمود، کنٹرولر امتحانات تنویر اصغر اعوان، اساتذہ کرام، والدین، طلبہ اور مختلف شعبہ ہائے زندگی سے تعلق رکھنے والے افراد موجود تھے۔ بیرسٹر دانیال چوہدری نے پوزیشن ہولڈر طلبہ، ان کے والدین اور اساتذہ کرام کو دلی مبارکباد پیش کرتے ہوئے کہا کہ آج کا دن محنت، لگن، استقامت اور عزم کے ثمرات سمیٹنے کا دن ہے۔ انہوں نے کہا کہ نوجوان نسل پاکستان کا روشن مستقبل ہے، اس لیے انہیں اپنی صلاحیتوں کو ملک و قوم کی ترقی، خوشحالی اور استحکام کے لیے بروئے کار لانا چاہیے۔ وفاقی